در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگارِ

حضرت ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

مجلہ

الحسن

پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ
بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

بانیِ مدیرِ اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سرپرستِ اعلیٰ
(فقیر) سید
محمد نور الحسنین
قادری گیلانی

پی ۵۶۵

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

رجسٹرڈ نمبر

مدیرِ اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

جلد نمبر ۲

شمارہ نمبر ۲۳۔۲۴

ذی الحج ۱۴۴۶ھ

یکم تا ۳۰ جون ۲۰۲۵ء

مدیرِ اعلیٰ سید غلام الحسنین قادری گیلانی نے عکاس پرنٹرز محلہ جنگی پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا۔

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	سید غلام الحسنین قادری گیلانی	۳
۲	نعت رسول مقبول ﷺ	مظفر وارثی	۵
۳	انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویۃ	سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۶
۴	خصائص امت محمدیہ ﷺ	محمد قمر صدیقی قادری	۱۳
۵	دراسات الحسنیہ	سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
۶	نعت رسول مقبول ﷺ	دانش عزیز	۲۶
۷	احکامِ الٰہی	صاحبزادہ محمد فاروق مرتضوی	۲۷
۸	ملبوساتِ نبوی ﷺ	ڈاکٹر مظہر حسین بھدرو	۳۲
۸	مولانا شاہ احمد نورانی کی خدمات	حاجی تنویر احمد صدیقی قادری مرحوم	۳۶
۹	غزل	اسرار الحق مجاز	۴۴
۱۰	مولوی جی ایک ہم درس کی نظر میں	انٹرویو: صوفی مشتاق احمد صدیقی	۴۵
۱۱	پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	محمد نعمان چشتی	۵۳
۱۲	خوشبوئے دوست (غزل)	آقا سید شریف حسین شاکر بغدادی	۵۹
۱۳	بزم مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد انور شاہ بخاری قادری	۶۰
۱۴	غزل	سید محمد یاسر بخاری قادری	۶۴

شذرہ

مہنگائی، قرض اور بجٹ

سید غلام الحسنین قادری گیلانی

جون ۲۰۲۵ء میں وفاقی حکومت نے نئے مالی سال کے لیے آمدن واخراجات کا میزانیہ (بجٹ) پیش کیا جس کا حجم ساڑھے سترا کھرب روپے رکھتے ہوئے دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ بجٹ مالی نظم وضبط، معاشی استحکام اور ترقی کے لیے سنگِ میل ثابت ہوگا مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی سمت اور ساخت بڑی حد تک بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کی شرائط کے زیرِ اثر ہے۔

بجٹ کا ہدف معاشی نمو کو تین اعشاریہ چھ فیصد اور ٹیکس ٹو جی ڈی پی تناسب کو چودہ فیصد تک لانا ہے۔ یہ اہداف خوش آئند ضرور ہیں لیکن ان کے حصول کے لیے حکومت کو نئے ٹیکسز کا بوجھ ڈالنا ہوگا۔ پیٹرولیم مصنوعات پر کاربن لیوی، ڈیجیٹل سروسز پر اٹھارا فیصد جنرل سیلز ٹیکس، بینک ٹرانزیکشنز پر ودہولڈنگ ٹیکس میں اضافہ اور نان فائلرز پر اضافی شرح ٹیکس جیسے اقدامات متوسط اور غریب طبقات کو متاثر کریں گے۔

مزید برآں، یوٹیوب، فری لانسرز اور آن لائن پلیٹ فارمز پر پانچ فیصد ڈیجیٹل پریزنس ٹیکس عائد کیا گیا ہے، جس سے نوجوان طبقے کی آمدنی متاثر ہوگی۔ سولر پینلز اور گاڑیوں پر بھی نئے ٹیکسز لگائے گئے ہیں، اگرچہ کچھ نرمی پاکستان پیپلز پارٹی کے اصرار پر کی گئی۔ حکومت کا اندازہ ہے کہ ان اقدامات سے چھتیس ارب روپے کا اضافی ریونیو حاصل ہوگا لیکن اگر ٹیکس اہداف پورے نہ ہوئے تو مزید پانچ سو ارب روپے کے ٹیکس لگائے جانے کا امکان ہے۔ جہاں بجٹ میں تنخواہوں اور پنشن میں دس سے پندرہ فیصد اضافہ اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں بیس فیصد توسیع کو ریلیف کے طور پر پیش کیا گیا، وہیں بالواسطہ ٹیکسز نے مہنگائی کے طوفان کو مزید تیز کر دیا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء، ٹرانسپورٹ اور توانائی کی

قیمتیں بڑھنے سے متوسط اور غریب طبقے کی مشکلات میں اضافہ ناگزیر ہے۔

اقتصادی ماہرین کے مطابق حکومت نے براہِ راست ٹیکسوں کی اصلاح کے بجائے آسان راستہ اختیار کرتے ہوئے بالواسطہ ٹیکسز بڑھائے ہیں جن کا بوجھ ہمیشہ کم آمدنی والے طبقے پر پڑتا ہے۔ ملک میں اس وقت سالانہ مہنگائی کی شرح دو اعشاریہ پانچ فیصد ہے، ایسے میں نئے ٹیکسوں نے عام آدمی کی قوتِ خرید مزید گھٹا دی ہے۔ دوسری جانب سرمایہ دار طبقے کو دی جانے والی ٹیکس چھوٹ اور مراعات سے بجٹ کا توازن مزید بگڑ گیا ہے۔ اسی طرح، تعلیم، صحت اور روزگار کے شعبوں میں کوئی نمایاں اضافہ یا نئی سکیم متعارف نہیں کرائی گئی۔ ترقیاتی بجٹ میں کمی کے باعث چھوٹے شہروں اور دیہی علاقوں کے منصوبے متاثر ہونے کا خدشہ ہے جس سے سماجی عدم مساوات میں اضافہ ہوگا۔ اگر یہی طرزِ فکر برقرار رہا تو آئندہ برسوں میں غربت کی شرح مزید بڑھنے کا امکان ہے۔

لمحہ فکریہ ہے کہ پاکستان کا مجموعی قرضہ اب چھیہتر ٹریلین روپے سے تجاوز کر چکا ہے جو جی ڈی پی کا تقریباً پینسٹھ فیصد ہے۔ بجٹ کا چورانوے فیصد حصہ قرضوں کی ادائیگی اور دفاعی اخراجات پر خرچ ہونے کی توقع ہے جبکہ ترقیاتی منصوبوں کے لیے وسائل محدود رہ گئے ہیں۔ آئی ایم ایف کی ایکسٹینڈڈ فنڈ فیسلیٹی اور ریزائلنس اینڈ سسٹین ایبلٹی فیسلیٹی کے تحت پاکستان کو ایک اعشاریہ دو ارب ڈالر کی قسط ملنے کا امکان ہے مگر اس کے بدلے مزید ٹیکس اصلاحات اور کفایت شعاری کی شرط عائد ہے۔

قومی قرضوں سے نجات کے لیے طرزِ حکمرانی میں سادگی اختیار کرنے کے ساتھ سخت مالی نظم وضبط لاگو کرنا ضروری ہے لیکن اگر استحکام کی قیمت عوامی فلاح کے زوال سے چکانی پڑے تو یہ پائیدار ترقی نہیں کہلائے گی۔ جب تک ٹیکس نظام انصاف پر مبنی نہیں ہوتا اور اشرافیہ اپنے حصے کا بوجھ نہیں اٹھاتی، ہر بجٹ صرف کاغذی وعدوں اور سیاسی دعووں کا مجموعہ رہے گا۔

پاکستان کو ایسا بجٹ درکار ہے جو محض اعداد و شمار کا نہیں بلکہ عوامی ریلیف اور اعتماد کی بحالی کا آئینہ دار ہو۔ بدقسمتی سے بجٹ ۲۰۲۵-۲۰۲۶ یہ تاثر نہیں دے سکا۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مظفر وارثی

ترے پنگھٹ سے بادل اپنی گاگر بھرنے آتے ہیں
زمانے بھر کے پیاسے، پیاس عمروں کی بجھاتے ہیں

دلوں میں غوطہ زن ہوتی ہے گہرائی سمندر کی
کنارا ان کو ملتا ہے جو تجھ میں ڈوب جاتے ہیں

پرو لیتے ہیں تیری آہٹیں جو اپنی سانسوں میں
اُنہیں آفاق اپنی خانقاہوں میں بلاتے ہیں

سگِ دہلیز ہوں، خاک قدم ہوں، اُن کا منگتا ہوں
اکیلا ہوں مگر اُن سے مرے کتنے ہی ناطے ہیں

جمالِ مصطفیٰ سے منسلک ہوتی ہیں جب آنکھیں
فرشتے میرے اشکوں کی زیارت کرنے آتے ہیں

محبت کا تری جو میں نے دل میں گھر بنایا ہے
چراغ اُس کی منڈیروں پر اندھیرے خود جلاتے ہیں

بس اتنا واسطہ ہے آپ کے بازار سے اپنا
خریداری تو کر سکتے نہیں، بولی لگاتے ہیں

مدینے کا علاقہ بھی مظفر دیکھ آیا ہوں
نکلتا ہے زمیں پر چاند، تارے جگمگاتے ہیں

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ

قطب الاقطاب شیخ القرآن والحدیث

حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حدیث نمبر ۴ / ۱۸۳: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِيَاحٍ عَنْ رِيَاحِ بْنِ عَبِيدَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ: ابوسعید خدری سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جس وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرمانے سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ تمام تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور مسلمان بنایا۔

تشریح: کھانے کی ابتدا میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور کھانے کے اختتام پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ پڑھنا چاہیے۔ شمائل شریف مطبوعہ قرآن محل مولوی مسافرخانہ کراچی میں وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کی بجائے جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ہے۔

حدیث نمبر ۵ / ۱۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا رُفِعَتِ الْمَآئِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّباً

مُبَارَکاً فِیْہِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا

ترجمہ: ابی امامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے دستر خوان اٹھایا جاتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا ہر قسم کی تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارک کو زیب ہے، ایسی تعریف کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، ایسی تعریف جو رِیا اور سمعہ سے پاک ہے، ایسی تعریف جو ختم ہونے والی نہ ہو اور جس سے کنارہ کشی نہ ہو سکے، اے ہمارے پرورش کرنے والے۔

حل لغات: اَلْمَائِدَۃ: دستر خوان۔ غَیْرَ مُوَدَّعٍ: ای غیر متروك، جو چھوڑی جانے والی نہ ہو، جو ختم ہونے والی نہ ہو۔ مُسْتَغْنًی عَنْہُ: نہ استغنا شوداز وے، نہ اس سے استغنا کیا جا سکتا ہے۔

تشریح: جس وقت دستر خوان اٹھاتے تو ابی امامہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکاً فِیْہِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا ’’ہر قسم کی تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارک کو زیبا ہے، ایسی تعریف کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، ایسی تعریف جو رِیا وسمعہ سے پاک ہے، ایسی تعریف جو ختم ہونے والی نہ ہو اور جس سے کنارہ کشی نہ ہو سکے۔ اے ہمارے رب تعالیٰ‘‘۔ یعنی اے ہمارے رب تعالیٰ ہماری اس حمد کو سنیے اور ہماری اس دعا کو قبول فرمایئے۔ حضور شفیق اُمّت، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ مبارک تھا کہ جہاں پر کھانا تناول فرماتے تو کھانا تناول فرمانے کے بعد اہل خانہ کے لیے دعاء برکت فرماتے، حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری ’’جمع الوسائل‘‘، جلد اوّل، صفحہ ۲۳۷ پر مسلم شریف سے نقل کرتے ہیں:

وَکَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ إِذَا أَکَلَ عِنْدَ قَوْمٍ لَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی یَدْعُوَ لَھُمْ فَدَعَا فِی مَنْزِلِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرہ بِقَوْلِہٖ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ

اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے گھر میں کھانا نوش فرماتے تو نہ اٹھتے جب تک ان کے لیے دعا نہ فرما

لیتے ۔جناب عبداللہ بن بسرہ کے گھر میں یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ اور حضرت سعد کے گھر میں یہ دعا فرمائی: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ--رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔ اور شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضور انور سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دعا بھی ثابت ہے: اَللّٰهُمَّ أَطْعَمْتَ وَسَقَيْتَ وَأَغْنَيْتَ وَ أَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ۔

حدیث نمبر ۱۸۵/۶ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوائِيِّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الطَّعَامَ فِيْ سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ سَمّٰى لَكَفَاكُمْ۔

ترجمہ: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چھ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ کھانا نوش فرمارہے تھے،ایک اعرابی آیا اور جو کھانا موجود تھا اسے دو لقموں میں کھالیا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر یہ اعرابی کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔

تشریح: اس حدیث شریف میں کمال درجے کی تنبیہ ہے کہ کھانا بغیر بسم اللہ کے نہ شروع کیا جائے کیونکہ بغیر تسمیہ کے انتہائی بے برکتی ہو جاتی ہے اور کھانے کا جو حظ ہوتا ہے وہ جاتا رہتا ہے،اسی وجہ سے وہ کھانا پھر کافی بھی نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۸۶/۷ : حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّأْكُلَ الْاَكْلَةَ اَوْ يَشْرَبَ الشُّرْبَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا۔

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً اللہ جل جلالہ اپنے بندے سے اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ کھانا کھائے یا ایک گھونٹ پانی پیئے تو اللہ جل شانہ کا اس پر شکرادا کرے۔

تشریح: یعنی ایک مسلمان کو چاہیے کہ جب وہ کھانا کھائے، چاہے وہ ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو یا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ پیئے۔ اس پر اللہ جل جلالہ کی حمد بیان کرے اور اس کی ذات بابرکات کا شکر ادا کرے۔ صاحب ''اتحافات الربانیہ'' نے (صفحہ ۱۴۱ پر) لکھا ہے کہ ابونعیم نے روایت کی ہے:

كان النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ ينهى عن النوم عقب الأكل ۔ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے کے بعد فوراً نیند سے منع فرمایا ہے۔

طبّی نقطہ نگاہ سے بھی یہ بات ہے کہ عشاء کا کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی کی جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَ مَا يَفْرُغُ مِنْهُ پورا ہوگیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالہ کا بیان ہے

(اس میں دو احادیث ہیں)

حل لغات: قَدَحٌ: القدح حرکت کے ساتھ ہے یعنی دال پر زبر ہے، اس کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی چیز پی جائے --ھو ما یشرب فیہ-- یہ ایک برتن ہے جو کہ نہ بالکل چھوٹا ہوتا ہے اور نہ ہی بہت

بڑا، درمیانہ۔ وهو اناء وسط بين الصغر و الكبر، اس کی جمع اَقْدَاحٌ ہے۔

تشریح: اس باب میں حضور سرور کون و مکان، نور من نور اللہ، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پیالے مبارک کا ذکر ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی یا شربت نوش فرمایا کرتے تھے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک پیالہ تھا جس کا نام الریان تھا دوسرا پیالہ جس کا نام مغیثا تھا اور تیسرا پیالہ تھا جو درشت قسم کا تھا اور اس پر لوہے کے پترے لگے ہوئے تھے، اور چوتھا پیالہ شیشہ کا تھا، پانچواں پیالہ جو عیدان کا تھا۔

حدیث نمبر ۱/۱۸۷: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَدَحَ خَشَبٍ غَلِيظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيدٍ فَقَالَ يَا ثَابِتُ هَذَا قَدَحُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک ایک لکڑی کا مضبوط و درشت پیالہ جو کہ لوہے کے پترے سے گرہ کیا ہوا تھا ہمیں بتانے کے لیے لائے اور فرمایا کہ اے ثابت یہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ ہے۔

حل لغات: قَدَحٌ: پیالہ۔ خَشَب: لکڑی۔ غَلِيْظًا: سخت، درشت۔ مُضَبَّباً: گرہ لگی ہوئی، بند لگا ہوا۔ حَدِيْد: لوہا۔

تشریح: جناب انس بن مالک کے اس ارشاد سے کہ "اے ثابت یہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ ہے" ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس اور دیگر پہناوے، برتن، لحاف وغیرہ کو محفوظ کیے ہوئے تھے اور ان کی لوگوں کو زیارت کرواتے اور ان سے تیمن، برکت اور شفاء حاصل کرتے۔ "شفاء شریف" میں ہے کہ امام

ابن مامون فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ ہمارے پاس تھا۔

فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيهَا الْمَآءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا

"ہم اس پیالہ میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو اس پانی سے بیمار صحت یاب ہو جاتے"

جناب انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس پیالہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جوتے مبارک بھی تھے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بہت پیوند لگے کمبلی تھی اور تہبند بھی تھا۔امام مالک کے پاس تین بال مبارک تھے، اسی طرح خالد بن ولید کے پاس بھی بال مبارک تھے، ابو عبداللہ صاحب کے پاس لحاف مبارک تھا۔اسماء بنت ابو بکر صدیق کے پاس جبہ مبارک تھا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پیالہ کی زیارت بصرہ میں کی تھی اور پھر اس میں پانی پیا۔

وَفِي الْبُخَارِيِّ أَنَّهُ رَآهُ بِالْبَصْرَةِ وَشَرِبَ مِنْهُ (جمع الوسائل، جلد اوّل، صفحہ ۳۳۹)

حدیث نمبر ۱۸۸/۲ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْقَدَحِ الشَّرَابَ كُلَّهُ الْمَآءَ وَالنَّبِيْذَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ۔

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یقیناً میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس پیالہ میں سب قسم کے پینے کی اشیاء، پانی، خرما کا پانی، شہد اور دودھ سب چیزیں پلائی ہیں۔

حل لغات: سَقَيْتُ: میں نے پلایا۔ الشَّرَابَ كُلَّهُ: ہر قسم کے شربت یعنی سب قسم کی پینے والی اشیاء۔ النبيذ: خرما کا پانی۔ العَسَل: شہد۔ اللَّبَن: دودھ۔

تشریح: جناب انس رضی اللہ عنہ کے اس فقرہ سے "اس پیالہ میں" کتنا پیار اور عشق ظاہر ہو رہا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر کتنا ناز ہے کہ یہ وہ پیالہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر پینے والی چیز پلایا کرتے تھے۔ کتنے خوش نصیب تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ جن کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کا نادر سے نادر موقع

نصیب ہوا۔ نبیذ، کھجور، کشمش، خرمانی وغیرہ کو پانی میں بھگو دیا جائے اور جب اس کا اثر اچھی طرح آجائے تو وہ پانی نبیذ کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رات کو کھجوریں وغیرہ بھگو دی جاتی تھیں اور صبح کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوش فرمالیتے تھے۔ حضرت علی القاری رحمہ الباری ''جمع الوسائل''، جلد اوّل، صفحہ ۲۴۱ پر ''مسلم شریف'' سے نقل کرتے ہیں

وَكَانَ يُنْبَذُ لَهُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذَالِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي تَجِيءُ وَالْغَدَ إِلَى الْعَصْرِ، فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ مِنْهُ سَقَاهُ الْخَادِمَ أَوْ أَمَرَ فَصُبَّ

نیز حضرت محدثِ کبیر سید شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا اگر تین دن تک بھی اس میں نشہ پیدا نہ ہوتا تو استعمال کرتے ورنہ نہیں، یہ نبیذ بہت مقوی اور مفرح ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پورا ہو گیا۔

(جاری ہے)

قطعہ

پیرزادہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی

مدتوں روتی ہے چشم حسرتِ اہل چمن
سالہا رہتے ہیں گریاں دیدہ چرخِ کہن

پھر نظر آتا ہے ایسا ایک نخل گل بدن
''بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن''

فضائل وخصائص امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد قمر صدیقی قادری

نمازِ عشاء: امام بخاری قدس سرہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدھی شب تک نمازِ عشاء مؤخر فرمائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی، نماز پڑھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ اللہ جل مجدہ کی تم پر یہ عنایت ہے کہ اس وقت لوگوں میں سے کوئی بھی تمہارے بغیر نماز نہیں پڑھ رہا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح ارشاد فرمایا: اس وقت تمہارے سوا کسی نے بھی نماز نہیں پڑھی۔[۱]

یومِ جمعہ، آمین اور سلام: امام مسلم قدس سرہ نے حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں جمعہ سے سرفراز نہیں فرمایا، چنانچہ یہودیوں کے واسطے ہفتہ اور نصاریٰ کے لیے اتوار مقرر رہوا۔[۲]

امام الائمہ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی قدس سرہ نے اپنی "سنن" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کسی شے پر ہم سے حسد نہ کریں گے جیسے انہوں نے جمعہ پر ہم سے حسد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں روز جمعہ سے سرفراز کیا اور وہ محروم رہے اور جیسا کہ وہ ہم پر قبلہ میں حسد کرتے ہیں اس کی بھی اللہ نے ہمیں راہ دکھلائی اور انہیں راہ نہ دکھلائی اور امام کے پیچھے (ہمارے) آمین کہنے پر بھی وہ جلتے ہیں۔[۳]

۱: علامہ یوسف نبہانی، "جواہر البحار" جلد ۲ صفحہ ۵۵۵ تا ۵۵۶

۲: امام جلال الدین السیوطی "خصائص کبری" جلد ۲، صفحہ ۳۶۷

۳: امام جلال الدین السیوطی "خصائص کبری" جلد ۲، صفحہ ۳۶۸

امام ابن ماجہ قدس سرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہود نے تم پر کسی چیز میں اتنا حسد نہ کیا جتنا کہ آمین کہنے اور سلام کرنے میں حسد کیا ہے۔[۱]

اذان و اقامت: ابتداء میں ادائیگی نماز کے لیے کسی اعلان وغیرہ کا کوئی رواج نہ تھا۔ جب نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا تو اب کوئی ایسی نشانی مقرر کرنے کی ضرورت محسوس کی جانے لگی جسے سن کر یا دیکھ کر سارے نمازی مسجد میں جمع ہو جائیں اور باجماعت نماز ادا کریں۔ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کے لیے اپنے صحابہ کو بلایا، ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا اور تمام شرکاء کو اظہارِ رائے کی دعوت دی گئی۔

ایک صحابی نے مشورہ دیا کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا اونچا کر کے لہرایا جائے سب لوگ اسے دیکھ کر بروقت مسجد میں پہنچ جائیں۔ دوسرے صحابی نے مشورہ دیا کہ ہم بھی یہودیوں کی طرح بگل بجایا کریں جسے سن کر لوگ نماز کے لیے جمع ہو جائیں۔ رحمت عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کا طریقہ کار ہے۔ ایک اور صاحب نے تجویز دی کہ ناقوس پھونکا کریں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ناقوس پھونکنا عیسائیوں کا معمول ہے۔ کسی نے رائے دی کہ کسی اونچی جگہ پر آگ روشن کر دی جائے اس کے شعلوں کو دیکھ کر لوگوں کو نماز کے وقت کا علم ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے، ہمارے لیے یہ موزوں نہیں۔

آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا یہ مناسب نہیں کہ نماز کا وقت ہو تو ایک شخص بلند آواز سے اس کا اعلان کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور بلال کو حکم دیا اے بلال! اٹھو اور لوگوں میں نماز کے وقت کا اعلان کرو۔ اس مجلس مشاورت میں عبداللہ بن زید بھی حاضر تھے۔ اس معاملے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے چینی دیکھ کر بہت مضطرب ہوئے۔ رات کو خواب میں آپ کو اذان کے

۱: ایضاً صفحہ ۳۶۸

کلمات اوران کی ترتیب بتادی گئی۔صبح ہوتے ہی یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے۔۔ان شاءاللہ۔[1]

عبادت واعمال میں خصوصیات: امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو وہ چیز دی گئی ہے جو کسی بھی امت کو اس کی مانند نہیں دی گئی اور وہ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہنا ہے [2]۔

امام عبدالرزاق اور علامہ ابن جریر قدس سرھما نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: مصیبت کے وقت وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن کہنا اس امت کے علاوہ کسی کو بھی نہ ملا۔[3]

ابونعیم قدس سرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی جس میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے ایک کلمہ اپنے عرش کے خزانہ سے آپ پر نازل کیا ہے اور وہ کلمہ یہ ہے: لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔[4]

''شرحِ مہذب'' میں امام نووی قدس سرہ نے فرمایا کہ شب قدر صرف اسی امت کی خصوصیت ہے جیسا کہ امام الائمہ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''موطا'' شریف میں فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں، اپنی امت کی کم عمروں کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاطر اقدس یہ گزرا کہ میری امت تو اس قدر عمل نہ کر سکے گی جس قدر کہ دوسرے لوگ اپنی لمبی عمروں کے باعث عمل کر لیا کرتے تھے تو اللہ جل مجدہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب قدر مرحمت فرمائی جس کی عبادت ایک ہزار ماہ کی

---

[1]: پیر کرم شاہ الازہری، ضیا النبی جلد سوم صفحہ ۱۶۲۔۱۶۴ بحوالہ ''سبل الہدیٰ والرشاد'' امام یوسف الصالحی الشامی جلد ۳، صفحہ ۵۱۰۔۵۱۲

[2]: علامہ یوسف نبہانی ''جواہر البحار'' جلد ۲ صفحہ ۵۶۳

[3]: علامہ یوسف نبہانی ''جواہر البحار'' جلد ۲ صفحہ ۵۶۳

[4]: ایضاً صفحہ ۵۱۸

عبادت سے افضل ہے۔[1]

اس حدیث کے اور بھی کافی شواہد موجود ہیں جنہیں میں (یعنی امام نووی صاحب) نے ''التفسیر المسند'' میں بیان کیا ہے۔

ابو نعیم اصبہانی نے ''الترغیب'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف میں پانچ ایسی خوبیاں دی گئی ہیں جو اس سے پہلے کسی کو بھی نہ مل سکیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بہتر ہے۔ روزہ دار کے لیے فرشتے افطار کے وقت مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ شیطان زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔ رمضان میں ہر روز جنت آراستہ کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عنقریب میرے صالح بندے مشقت سے چھوٹ کر تجھ میں آجائیں گے۔ رمضان کی آخر راتوں میں مسلمانوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ لیلۃ القدر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں لیکن عمل کرنے والے کا صلہ اس کے عمل کے پورا ہوتے ہی مل جاتا ہے۔[2]

امام مسلم قدس سرہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دسویں محرم کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ روزہ گذشتہ پورے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے[3]۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نویں ذوالحجہ کے روزے کے متعلق

---

[1]: (۱) مؤطا امام مالک، کتاب الاعتکاف باب: ماجاء فی لیلۃ القدر، جلد ۱، صفحہ ۳۲۱، حدیث نمبر ۶۹۸۔ (۲)۔ امام بیہقی، شعب الایمان، جلد ۳، صفحہ ۳۲۳، حدیث نمبر ۳۶۶۷

[2]: امام جلال الدین السیوطی، خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۳۷۴

[3]: صحیح مسلم کتاب الصیام باب: استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شھر و صوم یوم عرفۃ و عاشورہ جلد ۲، صفحہ ۸۱۹ حدیث نمبر ۱۱۶۲۔ (۲) سنن ترمذی کتاب الصیام عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب ماجاء فی الحث صوم یوم عاشورہ جلد ۳، صفحہ ۱۲۶، حدیث نمبر ۷۵۲

پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ روزہ گذشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے[۱]۔ ذی الحج کا روزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جبکہ یوم عاشورہ کا روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اجر وثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت سے دوگنا فرما دیا ہے[۲]۔ امام سعید بن منصور قدس سرہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بحالتِ نماز اپنی ضروریات کی باتیں کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ اور کھڑے رہو اللہ کے حضور ادب سے (سورہ بقرہ: ۲۳۸)

علامہ ابن جریر قدس سرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا کہ تمام دینوں والے اپنی نمازوں میں باتیں کرتے رہتے تھے، تم اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں خاموشی سے مطیع ہو کر کھڑے رہو۔ امام ابن عربی قدس سرہ نے شرح ترمذی میں فرمایا کہ ہم سے پہلی امتوں میں روزہ میں جس طرح کھانا پینا منع تھا اسی طرح ان کے لیے ہر طرح سے گفتگو کرنا بھی منع تھا جس کی وجہ سے وہ انتہائی دشواری سے وقت کاٹتے تھے۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزاسمہ نے نصف وقت اور نصف روزے کی رخصت عطا فرمائی۔ نصف وقت تو یہ کہ رات کو ان کے لیے کھانا پینا وغیرہ مباح کر دیا اور نصف روزہ یہ کہ بحالت روزہ ان کے لیے کلام کرنا مباح فرما دیا۔[۳]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تم پگڑیاں باندھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی صفات سے ہے اور اس کا ایک شملہ اپنی پشتوں پر لٹکا دیا کرو" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

---

[۱]: (۱) صحیح مسلم کتاب، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شھر و صوم یوم عاشورہ جلد ۳، صفحہ ۱۲۶، حدیث نمبر ۲۷۵۲ (۲)۔ سنن ترمذی کتاب الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب: ما جاء فی فضل صوم یوم عرفۃ جلد ۳، صفحہ ۱۲۴، حدیث ۷۴۹

[۲]: امام جلال الدین السیوطی خصائص کبری جلد ۲، صفحہ ۳۷۵

[۳]: علامہ یوسف نبہانی "جواہر البحار فی فضائل النبی المختار" جلد ۲، صفحہ ۵۷۲-۵۷۳

فرماتی ہیں کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے سرخ رنگ کا عمامہ باندھ رکھا تھا اور اس کا ایک پلو ان کی پشت پر لٹک رہا تھا۔[1]

علامہ یوسف نبہانی ''وصائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے میرے عمامہ باندھا، اس کا ایک کونہ میرے مونڈھے پر ڈالا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر اور حنین کے دن ایسے فرشتوں کے ذریعہ میری مدد فرمائی جو اس طرح عمامہ باندھے ہوئے تھے اور فرمایا ''عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان ایک امتیازی فرق ہے''[2]۔ امام دیلمی قدس سرہ نے امام عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے طریقہ سے روایت کیا جبکہ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد مکرم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چادریں اس طرح باندھو جیسے میں نے اپنے رب کے حضور فرشتوں کو نصف پنڈلیوں تک چادریں باندھے ہوئے دیکھا ہے[3]

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسناد حدیث: امام قسطلانی قدس سرہ ''المواہب اللدنیہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے ابوالعباس دغولی کے واسطے سے محمد بن حاتم بن مظفر سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ امت محمدیہ کے خصائل وفضائل میں سے فضیلت اسناد ہے۔ پہلی تمام امتوں میں اسناد نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنے نبی کے بارے میں جو کچھ جہاں کہیں سے ملتا اپنی کتب میں درج کر لیتے تھے فرق نہیں کرتے تھے کہ یہ چیز تورات وانجیل وغیرہا کتب سماویہ سے لی گئی یا غیر کتب سماویہ سے۔ اور نہ ثقہ وغیر ثقہ راویوں میں امتیاز کرتے۔ امت محمدیہ کو یہ شرافت وبزرگی عطا کی ہے کہ یہ اپنے زمانے کے اس شخص سے حدیث کی روایت کرتے ہیں جو صدق وامانت وعدالت میں مشہور ہو۔ پھر ان میں جو زیادہ حافظے والا، زیادہ ضبط رکھنے والا اور اپنے شیخ کی مجلس میں زیادہ بیٹھنے والے کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے

۱: سبل الہدیٰ والارشاد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، جلد ۷، صفحہ ۴۳۳

۲: انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ، امام ابوعیسیٰ محمد بن سورہ الترمذی، مترجم وشارح سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی قدس سرہ، باب ماجاء فی صفۃ عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ حدیث نمبر ۴ کی تشریح دیکھیے۔

۳: علامہ یوسف نبہانی "جواہر البحار" جلد ۲ صفحہ ۵۷۷

ایک حدیث کو بیس بیس طرق سے روایت کر دیتے ہیں پھر ان میں موضوع، ضعیف، صحیح وغیرہا کی تحقیق کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل عظیم پر شکرادا کرتے ہیں۔ ابو حاتم رازی کہتے ہیں کہ اس امت کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کسی امت نے بھی اپنے نبی ورسول کے آثار واحادیث کو محفوظ نہیں کیا۔ علم الانساب (قوموں کے شجرے)، علم الاعراب اور تصنیف وتالیف کتب بھی اس امت کے خواص میں سے ہے۔[1]

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کے مبحث تینتیس میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وخصائص بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: امت محمدیہ کے لیے زمین کو طہارت بنایا گیا یعنی پانی نہ ہو تو تیمم کیا جاسکتا ہے۔ یہ پہلی امتوں کے لیے جائز نہ تھا۔ موزوں پر مسح، پانی سے نجاست کا دور ہونا، بہت پانی (یعنی کثیر پانی) میں نجاست کا موثر نہ ہونا۔ ڈھیلے سے استنجا کرنا، پانی اور ڈھیلوں دونوں کو استعمال کرنا۔ عید الاضحیٰ، نماز با جماعت، قیام اللیل، نماز عیدین، نماز کسوف (سورج گرہن) نماز خسوف (چاند گرہن) صلوٰۃ استسقاء، نماز وتر، حالت سفر میں نمازِ قصر، نمازِ خوف۔ یہ تمام اس امت کی خصوصیت سے ہیں یہ پہلوں کے لیے نہ تھیں۔

علاوہ ازیں صوم وصال کا منع ہونا، کھانے کے بعد ہاتھ دھونا: اس میں دو نیکیاں ہیں کیونکہ یہ اس شریعت اور سابقہ شرائع میں سنت ہے۔ غسل جنابت، قبر کھودتے وقت لحد بنانا، داڑھی بڑھانا (بقدرِ مشت) مونچھوں کا کٹوانا جبکہ اہل کتاب داڑھی چھوٹی اور مونچھیں لمبی رکھتے تھے۔ اور وہ صرف لڑکوں کا عقیقہ کرتے اور دین اسلام میں لڑکا لڑکی دونو کا عقیقہ کیا جاتا ہے۔ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے کی کراہت جبکہ اہل کتاب عبادت کے دوران اِدھر اُدھر پھر جاتے۔ عید فطر کے دن کچھ کھا کر نمازِ عید کے لیے جانا اور اہل کتاب عبادتِ عید سے قبل نہیں کھاتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں جب کتاب پڑھی جاتی تو اس کا ساتھ ساتھ

---

[1]: ایضاً، جلد ۳، صفحہ ۱۲۱-۱۲۲

جواب دیتے اور ہمارے لیے یہ ممنوع ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا** (الاعراف: ۲۰۴) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔ قمری مہینے کا اجراء، موت کے وقت تہائی حصہ تک مال کی وصیت، جنازہ اٹھا کر تیز تیز چلنا۔ اسلام میں چار عورتوں سے بیک وقت نکاح جائز ہے، تین طلاقیں دے سکتا ہے۔ شرمگاہ کا ننگا کرنا جائز نہیں۔ نشہ آور چیز کا پینا حرام ہے۔ ریشم اور سونا مردوں کے لیے حرام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے اقطاب، اوتاد، نجباء، ابدال ہوتے ہیں۔ اس امت کے صدیق تمام صدیقین سے افضل ہیں۔ یہ علماء وحکماء ہیں۔ حق گوئی میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ مومنین پر مہربان اور کفار پر سخت ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت پر نظر رحمت ورافت: علامہ جلال الدین السیوطی اپنی کتاب ''انتباہ الاذکیاء فی حیات الاولیاء'' کے صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں

> ''اپنی امت کے اعمال پر نگاہ رکھنا، گناہوں سے ان کی بخشش کرانا، ان کی آفت ومصیبت کے ٹلنے کی دعا فرمانا، زمین کے اطراف میں بار بار تشریف لے جانا اور اس میں برکت دینا اور اپنی امت کے صالح شخص کے جنازے میں بنفس نفیس حاضر ہونا یہ امور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشغلہ ہیں جیسے کہ اس پر احادیث اور آثار آئے ہیں''۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی پاک رحمۃ للعالمین عالم علوم اولین وآخرین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی امت کو جو شرفِ عظیم اور اجر غیر ممنون ملا اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کا ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت وفرمانبرداری میں گزار دیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ ہمارے دلوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لیے خاص کرے۔۔۔ آمین ثم آمین!

ختم شد

گذشتہ سے پیوستہ

دراسات الحسنیہ

توحید ورسالت، قرآن حکیم واحادیث کی روشنی میں

قطب الاقطاب شیخ القرآن والحدیث
حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

صوفیائے کرام کے چار سبق ہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اِلَّا اللہ اَللہ ھُوَ

پہلے سبق میں ہر چیز کی نفی کی جاتی ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار۔ پھر اسم ذات یعنی اَللہ اور پھر ھُوَ۔ حضرت سلطان باھو صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یہ جو ھُوَ کا لفظ ہے، یہ بڑا محبت والا ہے، یہ عشق پیدا کرتا ہے اور پھر عشق ومحبت کی یہ آگ نفسانی خواہشات کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور فنا کے بعد اسے بقا کا مقام دلاتا ہے۔ اور انسان کو بقا باللہ کر دیتا ہے۔''

اسم ذاتِ الٰہی کی شان سورۂ اخلاص میں بڑی جامعیت سے یوں بیان کی گئی ہے:

قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ ۝١ اَللہُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

ترجمہ: آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ اسے کسی نے پیدا کیا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی اللّٰہیت، ربوبیت ومعبودیت میں بے نظیر و بے مثال ہے۔ وہ یکا وتنہا ہے، وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے یعنی کسی چیز کی اسے ضرورت نہیں۔ نہ اس کی اولاد ہے اور نہ ہی والدین۔ نہ اس کے رشتہ دار ہیں اور نہ ہی اس کے برابر کا کوئی ہے۔ اس مختصر سی سورۂ مبارکہ میں ذاتِ الٰہی کے متعلق انسانوں کے خودساختہ اور گمراہ کن خیالات وتصورات کی نفی کی گئی ہے۔

جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی نطشے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے عرفان کے متعلق اپنے فلسفیانہ افکار اور قلبی واردات نے غلط راستے پر ڈال دیا تھا، اقبالؔ نے اس کا ذکر یوں کیا ہے:

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبال اس کو سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے

یعنی اگر آج کل وہ زندہ ہوتا تو میں اسے اللہ تعالیٰ کا مقام کبریت سمجھاتا۔

آگے اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر یوں فرمایا: اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ وہ آپ زندہ اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ یہاں ترجمہ کے حوالہ سے میں اپنے اساتذہ کی ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ان کا معمول تھا کہ جب ترجمہ کے دوران اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس کے افعال واعمال اور صفات کی طرف توجہ دلاتے تو ترجمہ میں ایک لفظ کا اضافہ کر لیتے یعنی کہتے ''بلا کیف'' آپ بھی اسے یاد رکھیں اور اپنے دل و دماغ پر نقش کر لیں۔ پہلے ذات کا بیان فرمایا گیا اور اب صفات کا ذکر کیا گیا ہے ذات ایک ہوتی ہے لیکن صفات بہت سی ہوتی ہیں مثلاً انسان کی ذات تو ایک ہی ہوتی ہے لیکن دیکھنا، سننا، سونگھنا، کھانا، پکڑنا اور چلنا وغیرہ صفات ہیں۔ اسی طرح علم بھی ایک صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے۔ یکہ وتنہا ہے لیکن اس کی صفات بہت سی ہیں۔ جس طرح ''اللہ'' ذاتی اسم ہے، اسی طرح صفاتی اسماء بھی ہیں۔ جنہیں اسماء الحسنیٰ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی اسماء کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ان میں سے یہاں پر صفاتی نام ''الحی'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ حی اُس زندہ کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے کی احتیاج کے بغیر زندہ ہو۔ ہماری اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی زندگی میں یوں تو بہت فرق ہے لیکن ایک فرق یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بذاتِ خود زندہ ہے۔ لیکن ہم زندگی کے لیے اس کے محتاج ہیں۔ جب تک اس کی مرضی ہو، ہم زندہ ہیں، جب وہ چاہے ہماری زندگی حتیٰ کہ تمام کائنات کو آن کی آن میں ختم کر دے۔ ایک شخص جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس صفاتی نام کا ورد کرتا ہے، تو حی کے ذکر کے ساتھ وہ اپنے مادی وجود کو جلا کر روحانی وجود کو زندہ کر لیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے وہ بھی حی یعنی زندہ ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے زندہ ہونے اور اللہ تعالیٰ

کے زندہ ہونے میں بہت فرق ہے یعنی وہ اللہ کا محتاج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے حی ہونے میں کسی کا محتاج نہیں۔اسی طرح شہید کی زندگی بھی ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرہ:۱۵۴)

ترجمہ: اوران لوگوں کو مردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

ایک شہید کو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے صدقے میں زندہ کہہ کے پکارا جا رہا ہے۔ حضور کے صدقے میں اگر اس موجودہ صدی میں بھی شہید ہو جائے تو زندہ ہے۔جب غلام کا یہ حال ہے، تو آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات کس مقام کی ہوگی۔لیکن پھر بھی یہ وہ حیات نہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو زیبا ہے کیونکہ شہید زندگی کے لیے شہادت کا محتاج ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک صفت (حی) کا ذکر ہوا۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کے چھینٹے جس پر پڑ جائیں تو وہ بھی اسی صفت کا مظہر ہو جاتا ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''فتوحاتِ شریف'' میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اس کی صفات کے چھینٹے اڑاتے ہیں یعنی کہیں نجباء اڑاتے ہیں۔جس پر حیات کا چھینٹا پڑ جائے اسے حیات مل جاتی ہے، جس پر علم کا چھینٹا پڑ جائے وہ عالم ہو جاتا ہے، جس پر زکی کا چھینٹا پڑ جائے وہ زکی ہو جاتا ہے غرضیکہ جس صفت کا چھینٹا جس پر پڑتا ہے، وہ اسی صفت کا مظہر ہو جاتا ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک ہیں نہیں ---ایسا ہرگز نہیں۔ان کی صفات اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات میں بہت فرق ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان صفات کا بذاتِ خود مالک ہے اور اولیاء اللہ ان کے حصول میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے محتاج ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوسری صفت جو بیان کی گئی ہے وہ ہے **قیوم** اس کے معنی ہیں ایسا قائم ودائم اور مستحکم جو دوسروں کو بھی قائم رکھتا ہے۔یعنی دوسروں کے وجود اسی کے وجود سے قائم ہیں۔دوسروں کے لیے گراوٹ اور کمزوری ہے لیکن وہ اللہ ایسا قائم ودائم ہے جس کے لیے کسی بھی قسم کی کمی اور نقص نہیں۔ کوئی طاقت اسے ایک انچ برابر بھی اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتی۔بعض نے لکھا کہ وہ اپنی حکومت اور جبروتیت پر نیز کمال درجے کی اطاعت کروانے پر قائم ہے۔وہ کسی کا تابع نہیں سب اسی کے تابع فرمان

ہیں۔کوئی اس کی دوامیّت کو چیلنج نہیں کرسکتا۔اس پر کسی گردش کا اثر نہیں ہوتا، وہ ہر حال میں موجود اور قائم رہنے والا ہے---لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط---اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

میرے استاذِ محترم حضرت علامہ مولانا گل فقیر احمد صاحب اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے---افسوس ہے، پشاور کے لوگوں نے اپنے ان جید علماء کی قدر نہ کی---آپ فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عروج سے تنزل فرمایا۔ بات پر غور کریں جو بات انبیائے کرام کے ذہنوں کی مطابق تھی۔اسے چھوڑ کر عام انسانوں کے عقل وفہم کے مطابق بات کی جارہی ہے۔عروج تو انبیاء کا مقام ہے اور جو بات پہلے بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حیٌّ اور قَیُّوْمٌ ہونے کی تو ممکن ہے کہ تنزل والے یعنی عام انسان اسے سمجھ سکیں۔

لہٰذا اب ایسی بات بیان کی گئی جو ان کے ذہنوں کے قریب تھی تا کہ وہ اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید اور معرفت حاصل کرلیں۔اونگھ اور نیند انسانی طبیعت کا خاصا ہے لہٰذا اس کا ذکر کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت بیان کی گئی کہ وہ اونگھ اور نیند سے مبّرا ہے یعنی نہ اسے اونگھ آتی ہے، اور نہ ہی نیند طاری ہوتی ہے۔ چونکہ اونگھ اور نیند غفلت کی نشانیاں ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہر قسم کی غفلت سے پاک ہے لہٰذا وہی عبادت کے لائق ہے۔

مقامِ عروج سے جو باتیں کی جائیں وہ چونکہ مقام تنزل والوں کی سمجھ میں نہیں آتیں لیکن ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ پیارے محبوب ﷺ نے عالم عروج کو ملاحظہ فرما کر جو کچھ فرمایا۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بے چون وچرا انہیں تسلیم کرلیا، چاہے وہ ان کے عقل میں آتی تھی یا نہیں۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ

یعنی پیارے محبوب ﷺ جو کچھ فرمائیں اسے سن کر فوراً قبول کرلو اور اپنی عقل کو طاق پر رکھ دو۔

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور پاک ﷺ نماز کے دوران کبھی آگے ہوتے، کبھی پیچھے ہوجاتے۔نماز سے فراغت کے بعد حضور نے فرمایا: جنت میرے اتنے قریب کی گئی کہ اگر میں چاہتا تو

انگور کا خوشہ وہاں سے لے لیتا اور تمہیں کھلا دیتا۔۔۔سبحان اللہ! کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا کہ حضور آپ کیا کہہ رہے ہیں جنت کہاں اور انگور کے خوشے کہاں؟ نہیں ہرگز نہیں یہیں آ کر عقل قربان ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ۔ (مشکوۃ۔ باب ذکر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغیچوں سے گزرو تو خوب میوہ خوری کرو۔ صحابہ نے پوچھا حضور جنت کے باغ کون سے ہیں؟ حضور نے فرمایا ذکر کے حلقے۔

قربان جاؤں صحابہ کرام کے، انہوں نے حضور کے قدموں میں عقل قربان کر دی۔ حضور نے ذکر کے حلقے کو جنت سے تشبیہ دی۔ کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ نہیں کہا کہ حضور یہ بات تو ہمارے عقل میں نہیں آتی۔ آج کل تو یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں بات ہمارے عقل میں نہیں آتی۔ میں پوچھتا ہوں کہ تمہارے عقل میں آتا کیا ہے۔۔۔اللہ اکبر۔۔۔دنیا چاند ستاروں تک پہنچ گئی تمہارے عقل میں کیا آیا؟ تم نے تو فتوے دیے کہ جو یہ بات کرے اس پر عورت طلاق ہے۔۔۔اللہ اکبر، سبحان اللہ و بحمدہ۔ صحابہ کرام کو معلوم تھا کہ حضور عروج کی منزل سے ملاحظہ فرما کر بیان فرما رہے ہیں ہمیں نظر نہیں آ رہا اس لیے ایسے معاملات میں انہوں نے اپنی عقل کو ایک طرف رکھ دیا اور یہ کہ دل و جان سے حضور کے فرمان کو قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ کی چار صفات بیان کی گئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ کروڑہا برس گزر گئے اور کروڑہا برس گزر جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ زندہ ہے، قائم و دائم ہے، نہ کبھی اسے اونگھ آتی ہے نہ اس پر نیند طاری ہوتی ہے۔

(جاری ہے)

نعت پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دانش عزیز

درِ احمد پہ کوئی جا کے اگر بیٹھتا ہے
اُس کے لہجے میں عقیدت کا ثمر بیٹھتا ہے

کرنا پڑتا ہے شب و روز کسی اسم کا ورد
یونہی حسان سا کب نطق ہنر بیٹھتا ہے

مشکِ عنبر کی مہک اٹھتی ہے چاروں جانب
ان کی دہلیز پہ جب دیدہ تر بیٹھتا ہے

اس لیے تیز ہوائیں مِرا کرتی ہیں طواف
مجھ سا ناقص بھی اگر تھام کے در بیٹھتا ہے

مجھ کو صحرائے عرب سے کوئی دیتا ہے صدا
جب مِرے ذہن میں بطحا کا سفر بیٹھتا ہے

یاد کرتا ہوں میں غزواتِ محمد اُس دم
کسی دشمن کا اگر ذہن میں ڈر بیٹھتا ہے

نام ہوتا ہے غلامانِ محمد میں اُدھر
معتکف ہو کے جو مجھ ایسا اِدھر بیٹھتا ہے

مجھ سے مت پوچھ مدینے کا تقدس دانش
یہاں جبریل امیں ڈھانپ کے پَر بیٹھتا ہے

احکام الٰہی[۱]

صاحبزادہ محمد فاروق مرتضوی

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء:۱۲۸)

ترجمہ: اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح خوب ہے اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (النساء:۱۴۹)

ترجمہ: اگر تم بھلائی اعلانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (سورہ المائدہ:۴)

ترجمہ: اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہوا۔ تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لئے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں اللہ نے دیا تو اس سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے

[۱]: یہ سلسلہ وار مضمون قرآن پاک کی مختلف سورتوں سے منتخب آیات پر مشتمل ہے جو عبادات، اخلاقیات اور معاشرتی اصولوں جیسے موضوعات پر اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات کو بیان کرتی ہیں۔ ادارہ

ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۵﴾ (سورہ المائدہ: ۵)

ترجمہ: آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو، قید میں لاتے ہوئے نہ مستی نکالتے اور نہ آشنا بناتے اور جو مسلمان سے کافر ہو، اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾

(سورہ المائدہ: ۱۲)

ترجمہ: اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بے شک تمہارے گناہ اتار دونگا اور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں، پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (المائدہ: ۳۸)

ترجمہ: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾ (سورہ المائدہ:۸۹)

ترجمہ: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر، ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتے ہے جنھیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انھیں کپڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا، تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ۔ تو اپنی قسموں کی حفاظت کرو اس طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ (سورۃ الانعام:۹۶)

ترجمہ: تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو چین بنایا اور سورج اور چاند کو حساب یہ سدھایا ہے زبردست جاننے والے کا۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (سورۃ الانعام:۹۷)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان کر دیں علم والوں کے لئے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ

(سورۃ الانعام:۱۰۳)

ترجمہ: آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے پورا باطن پورا خبردار۔

رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ (سورۃ الانعام: ۱۵۱)

ترجمہ: تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث۔ ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (سورۃ الانعام: ۱۵۳)

ترجمہ: اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگر چہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی، یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ (سورۃ الاعراف: ۳۱)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک حد

سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ وَالۡاِثۡمَ وَالۡبَغۡيَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَاَنۡ تُشۡرِكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ (الاعراف)

ترجمہ: میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے۔

وَالَّذِيۡنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهَا وَاٰمَنُوۡۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۵۳﴾ (سورۃ الاعراف: ۱۵۳)

ترجمہ: اور جنہوں نے برائیاں کیں اور ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو اس کے بعد تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (سورۃ الاعراف: ۲۰۴)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰۤئِكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ (سورۃ التوبہ: ۱۸)

ترجمہ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

الَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ (سورۃ هود: ۱۹)

ترجمہ: جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں۔

(جاری ہے)

ملبوساتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر مظہر حسین بھدرو
خواجہ فرید یونیورسٹی رحیم یار خاں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ہر ایک مسلمان کے لیے کامل نمونہ ہے۔ زندگی کا وہ کونسا سے شعبہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنی زندگی کا مکمل نمونہ نہ دیا ہو چاہے وہ ایمان وعمل ہو، رہن سہن ہو، لین دین ہو، معیشت واقتصادیت ہو، ضروریات ومعاملات ہوں یا پھر قیادت وسیادت ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہی کو اللہ تعالیٰ نے بہترین نمونہ اور اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ (الاحزاب:۲۱)

سیرت کا معنی ومفہوم: سیرت یا سیرہ موجودہ دور میں سیرت نبویہ یا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصطلاح مسلمانوں کے ہاں خاتم النبیین، جناب نبی عظیم، محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات کے لیے خاص ہے۔ یہ لفظ اردو میں سیرت اور عربی میں سیرہ استعمال ہوتا ہے جس کا لفظی معنی چلنا پھرنا، راستہ لینا، روانہ ہونا، طریقہ اختیار کرنا وغیرہ ہے۔ (مصباح اللغات، عبدالحفیظ بلیاوی)

عربی زبان کی مشہور لغت "لسان العرب" کے مطابق سیرہ کا معنی چال کی ایک قسم ہے۔ کہا جاتا ہے بے شک اچھی چال چلن والے ہیں۔ (لسان العرب، ابن منظور افریقی)

عربی کی ایک اور مشہور لغت "تاج العروس" میں سیرہ کا ایک معنی طریقہ بیان ہوا ہے۔ سیرت کا معنی ہئیت، حالت اور شکل کے بھی ہیں۔ (تاج العروس، الزبیدی)

قران مجید میں یہ لفظ صرف ایک بار "سورہ طٰہ" میں آیا ہے۔ یہاں اس کے معنی شکل وصورت کے ہیں۔ اس طرح سیرت کے معنی حالت، رویہ، طریقہ، چال، کردار، خصلت اور عادت کے ہیں۔ اردو میں تعمیر سیرت، سیرت سازی، پختگی سیرت، نیک سیرت اور حسن سیرت جیسے الفاظ مستعمل ہیں۔ لفظ سیرت

واحد کے طور پر اور بعض دفعہ جمع سِیَر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ عام طور پر جب بھی بولا جاتا ہے تو اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ مراد ہوتی ہے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم: سیرت کی اصطلاحی تعریف ائمہ لغت نے مختلف الفاظ سے کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت خُلقیہ یا خَلقیہ یعنی سیرت خواہ نبوت سے پہلے کی ہو یا بعد کے زمانے کی سب کو سیرت کہا جائے گا۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے سیرت سے مراد وہ حالت ہے جس پہ انسان قائم ہو۔ (غریب القرآن، راغب اصفہانی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو کچھ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور ان کے وجود سے متعلق ہو، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے وصال تک کے واقعات بیان کیے گئے ہوں، وہ سیرت ہے۔ (عجالہ نافعہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

ذیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملبوسات کے متعلق احادیث و روایات بیان کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسا لباس مبارک زیب تن فرمایا کرتے تھے، کس رنگ کا لباس استعمال فرمایا کرتے تھے اور ملبوساتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فراہمی کے کیا کیا ذرائع تھے۔ ہدایا کے سلسلے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہدیے کا ذکر ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ ہدیہ دو موزوں پر مشتمل تھا جبکہ دوسری روایت میں ایک جبے کا اضافہ ہے۔ نبی کرہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اتنا پہنا کہ پرانے ہو گئے۔ (ترمذی، ابواب اللباس، باب فی لبس الجبتہ)

شاہ حبشہ نجاشی کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سیاہ سادہ موزے بھیجے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے ہدایا الگ تھے۔ (ترمذی، ابواب الاستیذان و الآداب، باب فی الخف الاسود)

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک چادر پیش کی جس کا حاشیہ بھی تھا۔ بعد میں اسے کوشملہ کے نام سے جانا جانے لگا۔ (بخاری، کتاب اللباس،

باب البرود والحبرۃ الشملۃ)

ملبوسات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدایا کی متعدد مثالیں ملتی ہیں ۔ دومتہ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک نے ریشم کا جبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھیجا۔اس کو جبتہ سندس، جبتہ دیباج، ریشم سے کڑھائی کیا ہوااور فرّوج حریر بھی کہا گیا ہے۔(بخاری، الھبتہ، باب قبول الھدیۃ من المشرکین)

شاہ ایلہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک چادر بھیجی تھی ۔شاہ روم کا ہدیہ ریشم کا لباس تھا جس کو"مستقتہ" کہا جاتا ہے۔(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب من کرھتہ)

مصر کے فرمانروا مقوقس کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثیاب مصلعتہ (دھاری دار کپڑے) آئے تھے۔(بخاری، کتاب اللباس، باب لبس القسی)

احادیث اور روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد اور مختلف لباسات کا تذکرہ ملتا ہے۔ذیل میں ملبوسات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند روایات درج کریں گے۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کپڑوں میں یمنی سبز چادر اوڑھنا زیادہ پسند تھا۔(بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبرۃ الشملۃ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں میں سے قمیص سب سے زیادہ پسند تھی ۔(ترمذی، کتاب للباس، باب ماجاء فی القمیص)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سفید کپڑا اوڑھے ہوئے استراحت فرمارہے تھے۔(بخاری، کتاب اللباس، باب الثیاب البیض)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابوعمر بیان کرتے ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک نکال کر اس کی زیارت کروائی جس کے بٹن اور تکملے مخمل کے بنے ہوئے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ یہ تاریخی جبہ مبارک ہے جسے پہن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کا سامنا کرتے تھے۔(مسند احمد)

حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرخ جبہ زیب تن کی ہوئے ذوالمجاز بازار میں سے گزرتے ہوئے دیکھا۔(المستدرک الحاکم ۲/۶۶۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اس حال میں تھے کہ اپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطری چادر میں ملبوس تھے جس پر کڑھائی کی گئی تھی آپ نے اسی حالت میں صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔(ترمذی فی الشمائل المحمدیہ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک متوسط تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرخ رنگ کے حلّہ یعنی دو چادروں میں لپٹا ہوا دیکھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی شے کو حسین نہیں دیکھا۔(بخاری، کتاب اللباس، باب الثوب الاحمر)

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو سبز چادریں زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا۔(النسائی، کتاب الصلوۃ العیدین، باب الزینۃ للخطبۃ للعیدین)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ استسقاء پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سیاہ چادر زیب تن کیے ہوئے تھے۔(ابوداؤد، کتاب الاستسقاء، باب الحال التی یستحب الامام)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی مبارک پہنا کرتے تھے۔(البیھقی فی شعب الایمان، ۵/۱۷۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر متعدد ملبوسات زیب تن فرمائے جن کی متعدد روایات کتب احادیث، کتب سیرت اور کتب تاریخ میں تواتر کے ساتھ موجود ہیں۔ ہدایا کی شکل میں اکثر صحابہ وصحابیات کی طرف سے ملبوسات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیے گئے جبکہ شاہانِ وقت اور فرمانرواوں کی طرف سے ملبوسات کے تحائف وہدایا بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیے گئے۔

مندرجہ بالا مضمون میں اختصار کے ساتھ روایات ملبوسات اور تحائف و ہدایا کے احوال کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ ملبوسات نبوی کے مفصل احوال کو سامنے رکھ کر ہم اپنے لباس کو سنت نبوی کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ مالک الملک ہمیں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

گذشتہ سے پیوستہ

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی و مذہبی خدمات

احتسابِ عمومی: حکومت انتظامیہ کو خرابیوں سے پاک رکھنے کا ایک ایسا نظام قائم کرے گی کہ تحدید و توازن کے ساتھ ہر شعبے کا بشمول پارلیمنٹ، انتظامیہ اور عدلیہ اور مسلح افواج سے وابستہ افراد کے احتساب کا باضابطہ سلسلہ جاری رہے۔

۱: ایک محکمہ احتساب عمومی قائم کیا جائے گا جس کا سربراہ عہدے کے لحاظ سے سپریم کورٹ کے جج کے برابر ہوگا۔ اور جسے پارلیمنٹ مقرر کرے گی اور وہ اسی کے سامنے جواب دہ ہوگا اور اس کے قواعد وضوابط اسلامی شریعت کے مطابق خود محکمۂ احتساب عمومی مرتب کرے گا۔

۲: سرکاری ملازمین کی مالی حیثیت اور کردار کا مسلسل جائزہ لینے کا اہتمام محکمہ احتساب عمومی کرے گا۔ ایسے افراد کا احتساب کیا جائے گا جو اپنی حیثیت سے بلند معیار زندگی بسر کر رہے ہوں گے یا ان کا کردار مطلوبہ معیار سے گرا ہوا ہو۔

۳: محکمۂ احتساب کی شاخیں ملک بھر میں قائم کی جائیں گی تاکہ سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے اختیارات کے ناجائز و غلط استعمال کی شکایات کی سماعت و تفتیش ہر جگہ باآسانی ہوسکے۔

۴: چیف جسٹس آف پاکستان کے سفارش کردہ پینل میں سے پارلیمنٹ ایک ایسا ٹریبونل تشکیل دے گی جو ان سربراہان حکومت، وزراء عوامی نمائندوں اور سرکاری ملازمین کے خلاف مقدمات کی سماعت کرے گا جو محکمۂ احتساب عمومی ان کے خلاف ٹریبونل میں پیش کرے۔ اس ٹریبونل کو عدالت عالیہ کے اختیارات ہوں گے۔ اس کے فیصلے کے خلاف اپیل صرف سپریم کورٹ میں کی جاسکے گی۔

عدلیہ: ایک بااختیار اور آزاد عدلیہ کے قیام کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر عمل میں لائی جائیں گی۔

۱: (الف) صدرِ مملکت چیف جسٹس آف پاکستان کی تقرری سپریم کورٹ کے جج صاحبان میں سے سنیارٹی اور اہلیت کی بنیاد پر کریں گے۔

(ب) ہائی کورٹ کے جج کی تقرری کے لیے متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور چیف جسٹس آف پاکستان تین ناموں کی سفارش کریں گے جن میں سے صدر مملکت کسی ایک کا تقرر بطور جج ہائی کورٹ کرے گا۔ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کا تقرر سنیارٹی اور اہلیت کی بنیاد پر ہوگا۔

۲: عدلیہ اپنا بجٹ خود تیار کرے گی اور وفاقی حکومت مطلوبہ اخراجات کو پورا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔

۳: عدلیہ انتظامیہ سے کلیۃً علیحدہ ہوگی۔

۴: جوڈیشنل اکادمی قائم کی جائے گی جس میں سیشن جج اور عدالتوں کے دیگر عملے کے لیے تربیتی نصاب کا اہتمام کیا جائے گا۔

۵: مقامی سطح پر چھوٹے تنازعات کے فیصلوں کے لیے نظام میں مناسب اصلاحات کی جائیں گی۔

۶: ایک مستقل قانونی کمیشن قائم کیا جائے گا جو عدالتی نظام وضوابط اور قوانین کو اسلام کے اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے سفارشات کرے گا۔

۷: ہر عدالت پر لازم ہوگا کہ وہ اس کے سامنے پیش ہونے والے مقدمے یا اپیل کا فیصلہ تین ماہ کے اندر کردے۔

۸: احکامِ شرعی کی تشریح کے لیے فقہی بورڈ قائم کیا جائے گا۔ یہ بورڈ فقہ اسلامی کے ماہرین پر مشتمل ہوگا جن کا تقرر پارلیمنٹ کی منظوری سے کیا جائے گا۔

اقتصادی نظام: جمعیت علماء پاکستان کا یہ عقیدہ کہ پوری کائنات کا مالکِ مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر شے پر اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ بحیثیت نائب اور خلیفۃ اللہ شرعی قوانین حضور خاتم النبیین محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صادر فرمائے ہیں۔ ان قوانین کو مکمل طور پر نافذ کرنا اور ان پر دل وجان سے عمل کرنا

ہر مسلمان پر لازم ہے۔ جمعیت علماء پاکستان اس ملک کو نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے اعلیٰ اصولوں کو روشنی میں مکمل طور پر اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی خواہاں ہیں جس کے لیے درج ذیل اقدامات ضروری ہیں

۱: شریعت کے مطابق زکوٰۃ وعشر کے نظام کا مکمل نفاذ اور اس کی وصولی اور تقسیم کے لیے امانت و دیانت کے حامل انتظامی ڈھانچے کا قیام تا کہ بھوک اور افلاس کا خاتمہ ہو سکے۔

۲: انکم ٹیکس کے موجودہ جابرانہ اور ظالمانہ نظام کو ختم کر کے ٹیکس کا ایک ایسا منصفانہ نظام قائم کیا جائے گا جس کے ذریعے ہر قسم کی بدعنوانی اور ناانصافی کا خاتمہ ہو سکے۔

۳: وفاقی، صوبائی، بلدیاتی ٹیکسوں کی ادائیگی کے لیے ایسے نظام کا قیام تا کہ ٹیکس دہندگان اپنے تمام ٹیکس ایک ہی جگہ جمع کرا سکیں اور انہیں ہر قسم کی پریشانی اور بدعنوانی سے نجات مل سکے۔

۴: خود کفیل معیشت کے لیے مثبت اقدامات کیے جائیں گے تا کہ بیرونی قرضوں پر انحصار ختم ہو سکے۔

۵: ایسی زرعی حکمت عملی جس سے ملک جلد از جلد غذا میں خود کفیل ہو سکے اور زرعی اجناس کی پیداواری لاگت میں کمی ہو۔

۶: کلیدی اور دفاعی صنعتوں کا قومی شعبے میں قیام۔

۷: ایسی واضح صنعتی حکمت عملی سے محنت اور سرمایہ کاری دونوں کا تحفظ ہو اور کم سے کم وقت میں زیادہ پیداوار ہو سکے۔

۸: بے روزگاری کا انسداد اور افرادی قوت کی تنظیم۔

۹: منافع میں مزدوری کی مؤثر شرکت۔

۱۰: نجی سرمایہ کاری کے لیے سازگار اور مستحکم فضا کا قیام اور تحفظ۔

۱۱: معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم تا کہ کوئی کسی کا محتاج نہ رہے۔

۱۲: معاشرتی انصاف کے اصولوں پر عمل کر کے استحصال کی تمام صورتوں کا خاتمہ۔

۱۳: ہر شہری کے لیے بنیادی ضروریاتِ زندگی اور ترقی کے مساوی مواقع کی فراہمی اور معاشی ترقی کے فوائد تک ملک کے تمام افراد کی رسائی۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ہمارا پروگرام درج ذیل اجزاء پر

مشتمل ہوگا۔

زراعت: ملک کی بیشتر معیشت کا دارومدار زرعی ترقی پر ہے اس لیے زراعت کو بنیادی اہمیت دیتے ہوئے ایسے اقدامات اشد ضروری ہیں جن کے ذریعے نہ صرف پیداوار میں اضافہ ہوسکے بلکہ ملک خوشحالی اور ترقی کی شاہراہ پر بھی گامزن ہو۔ ہمارا یقین ہے کہ پاکستان زرعی طور پر اس قدر ترقی یافتہ ہوسکتا ہے کہ اس کے ذریعے نہ صرف ہماری اپنی ضروریات پوری ہوسکیں گی بلکہ ہم اناج کی اس قدر فاضل پیداوار بھی حاصل کرسکیں گے کہ اس کے ذریعے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے۔

۱: ملک میں لاکھوں ایکڑ قابل کاشت سرکاری اراضی بے کار پڑی ہوئی ہے۔ اسے ترقی دے کر کاشتکاروں، بے زمین ہاریوں اور کسانوں یا گزارہ یونٹ سے کم رکھنے والے مالکانِ اراضی میں تقسیم کر دیا جائے گا۔اس معاملے میں مقامی لوگوں کا حق مقدم ہوگا۔

۲: جو قابل کاشت اراضی تین سال تک عملاً بلا جواز زیر کاشت نہیں لائی جائے گی، اسے لے کر مستحقین میں تقسیم کردیا جائے گا۔

۳: سرکاری اراضی کی پٹے داری ختم کردی جائے گی۔جس پٹے دار کے پاس پچیس ایکڑ سے زائد زمین ہوگی اس زائد زمین کو مستحقین میں تقسیم کردیا جائے گا۔پچیس ایکڑ یا اس سے کم زمین کے پٹے داروں کو مالکانہ حقوق منتقل کردیے جائیں گے۔

۴: امداد باہمی کے اصول کے تحت کوآپریٹو فارمنگ رائج کرنے کے لیے ہر ممکن مدد دی جائے گی۔

۵: سرکاری زرعی زمینوں کی ملکیت اسلامی قوانین کے مطابق اس کی ہوگی جو اسے آباد کرے گا۔

۶: سیم اور تھور کے تدارک کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں گے اور اسے اولین اہمیت دی جائے گی۔

۷: مزارعین کے حقوق کا پورا تحفظ کیا جائے گا اور مزارات کے نظام کو اسلامی قوانین کے مطابق بنایا

جائے گا۔

۸: عشر کی ادائیگی کے ساتھ ہی مالیانہ معاف کر دیا جائے گا اور آبیانہ کی شرح معقول اور مناسب سطح پر مقرر کی جائے گی۔ جن کاشتکاروں اور مالکانِ اراضی سے آبیانہ وصول کیا جائے گا حکومت انہیں نہری پانی کی فراہمی کی ذمے دار ہوگی۔

۹: عمدہ بیج کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔ کیماوی کھاد، ڈیزل، بجلی، ٹریکٹر اور زرعی آلات مناسب نرخوں پر مہیا کیے جائیں گے اور ساڑھے بارہ ایکڑ تک کے مالکان کو آسان شرائط پر قرضِ حسنہ دیا جائے گا اور چھوٹے زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جائیں گی تا کہ ملکی پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔

۱۰: زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے کارپوریٹ (شراکتی کاشت کاری) اور صنعتی کاشتکاری کے لیے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

۱۱: زرعی اجناس کی خرید و فروخت کا ایسا منصفانہ نظام قائم کیا جائے گا جس سے کاشتکاروں اور صارفین دونوں کے جائز حقوق کا تحفظ ہو سکے اور پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے۔

۱۲: کھیت مزدور کو روزگار اور ملازمت کا تحفظ دیا جائے گا اور اس کی اجرت مقرر کرتے وقت کام کی نوعیت اور اشیائے ضرورت کی قیمتوں کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

۱۳: جنگلات کی حفاظت، توسیع اور صحیح استعمال کے لیے ضروری تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

۱۴: مویشیوں کی پرورش، ماہی پروری، مگس پروری، ڈیری فارمنگ اور پولٹری فارمنگ کو احسن اور جدید طریقوں پر ڈھالا جائے گا اور اس کے لیے ہر قسم کی مالی اور فنی امداد مہیا کی جائے گی اور اسے صنعت کا درجہ دے دیا جائے گا۔

۱۵: زرعی اراضی کے ترقیاتی پروگرام کو صنعت کا درجہ دیا جائے گا۔

دیہی ترقی: ۱: دیہات میں بے مکان خاندانوں کو کم سے کم مدت میں سات مرلے رہائشی پلاٹ تقسیم کر کے مستقل مالکانہ حقوق دیے جائیں گے اور ان پلاٹوں پر مکان کی تعمیر کے لیے قرضِ حسنہ جاری کیا

جائے گا۔

۲: دیہات میں زرعی اور گھریلو صنعتوں کو تحفظ دیا جائے گا اور اس سلسلے میں قرضِ حسنہ جاری کیے جائیں گے تاکہ صنعتیں فروغ پاسکیں اور اس طرح دیہات میں روزگار کے مواقع فراہم کر کے شہروں کی طرف آبادی کے بہاؤ کو روکا جاسکے۔

۳: دیہات میں آٹا، شکر، تیل اور دیگر ضروریات کی اشیاء کی مناسب قیمت پر فراہمی کا معقول اہتمام کیا جائے گا۔

۴: دیہی علاقوں کے سکولوں میں زراعت کا مضمون نصاب میں شامل کیا جائے گا۔

۵: سیلابوں کی روک تھام کے لیے مؤثر اور مستقل انتظامات کیے جائیں گے۔ مناسب مقامات پر چھوٹے چھوٹے بند تعمیر کر کے پانی کے ذخائر آب پاشی کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔

۶: ملک کے تمام دیہاتوں میں پانچ سال کے اندر بجلی کی فراہمی کا انتظام کر دیا جائے گا۔

۷: آئندہ نئے دیہات کی حد بندی چک بندی کے طریقے پر ہوگی۔

۸: دیہات کو پختہ سڑکوں کے ذریعے شہروں سے ملا دیا جائے گا۔

۹: دیہی علاقوں میں پینے کے پانی تعلیم اور علاج کی سہولتیں کم سے کم مدت میں فراہم کی جائیں گی۔

شہری مسائل: (۱) تمام شہروں میں معروف کچی آبادیوں کے غیر مالک مکینوں کو حقوقِ ملکیت دینے کے فیصلے کو کم سے کم مدت میں نافذ کیا جائے گا۔ اگر نجی اراضی پر کوئی کچی آبادی ہے تو ایسی اراضی کے مالکان کو متبادل اراضی یا معاوضہ دیا جائے گا۔

۲: ہر شہر میں آبادی کی شرحِ اضافہ کے مطابق مکانات کی تعمیر کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جائے گی تاکہ مستقبل میں کچی آبادیوں کا مسئلہ پیدا ہی نہ ہو۔

۳: بلدیاتی اداروں کو ترقیاتی اختیارات دیے جائیں گے۔

۴: چنگی کی وصولی کا نظام ختم کر دیا جائے گا۔

۵: بلدیاتی اداروں کو زیادہ سے زیادہ ذمے داری سونپی جائے گی اور زیادہ سے زیادہ اختیارات دیے جائیں گے۔ ٦۔ اور زیادہ سے زیادہ چار سو گز پر رہائشی مکان تعمیر کیا جاسکے گا۔ ۷۔ بنیادی ضرورت کے تحت خود رہائشی مکانات پر جائیداد ٹیکس ختم کر دیا جائے گا۔

عام معاشی اصلاحات: (۱) ملک کی معاشی منصوبہ بندی میں عوام کے منتخب نمائندوں اور نئی تکنیکی ماہرین کو شامل کیا جائے گا۔

۲: قومی سطح پر محنت کی عظمت کا احساس دلایا جائے گا۔ کام چوری اور دوسروں کی محنت پر زندگی گزارنے کی عادت کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔

۳: مہنگائی کی روک تھام اور عام اشیاء کی قیمتوں کو اعتدال پر لانے کے لئے بنیادی ضرورت کی اشیاء پر سے تمام ٹیکس ختم کر دیئے جائیں گے۔ قیمتوں میں استحکام اور اعتدال پیدا کرنے کے لئے ایک مستقل پرائس کمیشن قائم کیا جائے گا جس میں صارفین کے نمائندے بھی شامل ہوں گے۔

صنعت وتجارت: (۱) جوہری توانائی کے پروگرام کو اور ایٹمی توانائی کے پُرامن استعمال کے منصوبے کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے تمام بین الاقوامی وسائل کام میں لائے جائیں گے اور اس سلسلے میں ہر قسم کے دباؤ کا مقابلہ کیا جائے گا۔

۲: زرعی آلات اور ٹریکٹر سازی کے کارخانوں کے قیام کو اولیت دی جائے گی۔

۳: پرائیویٹ سیکٹر میں زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگانے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

۴: کپڑے اور دوسری اہم صنعتوں کو تباہی سے بچانے کے لئے فوری اور مؤثر اقدامات کئے جائیں گے۔

۵: صنعتوں کو تمام ملک خصوصاً پسماندہ علاقوں تک پھیلانے کی پوری کوشش کی جائے گی تا کہ ترقی کے فوائد چند علاقوں تک ہی محدود نہ رہیں۔ اس کے علاوہ ایسی صنعتیں جن کے لئے کسی علاقے میں خام مال موجود ہے، ان کے اسی علاقے میں قیام کو ترجیح دی جائے۔

٦: ملک کو دفاعی لحاظ سے خودکفیل بنانے کے لئے اسلحہ سازی کی صنعت کو وسیع پیمانے پر ترقی دی جائے

گی۔

۷: بجلی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے مؤثر اقدامات کیے جائیں گے۔

۸: کم سے کم مدت میں تیل، گیس اور دیگر معدنیات کے مزید ذخائر دریافت کر کے ملک کو خود کفیل بنانے کی جدوجہد کی جائے گی۔

۹: کاغذ کی صنعت کو فروغ دے کر ملک کو اس میں خود کفیل بنایا جائے گا۔

۱۰: نئی صنعتوں کے قیام کی منظوری کے طریقِ کار کو اس قدر سہل بنا دیا جائے گا کہ درخواست دہندہ کو صرف ایک ہی محکمے سے رابطہ قائم کرنا پڑے۔ اس سلسلے میں ساری کارروائی کی ذمہ داری وزارتِ صنعت پر ہوگی جو تین مہینے کے اندر فیصلہ کرنے کی پابند ہوگی۔

۱۱: اشیائے تعیش، کاروں اور دیگر غیر ضروری چیزوں کی درآمد بالکل روک دی جائے گی۔ مقامی صنعتوں کے فروغ کے لئے ان اشیاء کی درآمد بھی بند کر دی جائے گی جو پاکستان میں تیار ہو رہی ہیں، البتہ پاکستانی مصنوعات کی قیمتوں کی مؤثر نگرانی کی جائے گی۔

۱۲: پاکستان میں ہر محقق اور موجد کی بھرپور سرپرستی کی جائے گی۔

۱۳: کوئلہ، لوہا، تانبا، گندھک اور ایلومینیم کی بنیادی اہمیت کے پیش نظر پاکستان میں ان کی پیداوار میں اضافے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

۱۴: بیرونی منڈیوں میں پاکستانی مال اور مصنوعات کی برآمد بڑھانے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کئے جائیں گے اور مصنوعات کے معیار کو بہتر بنایا جائے گا۔ برآمدات پر سے سرکاری اجارہ داری ختم کر دی جائے گی۔

۱۵: ملک کی تمام غیر ضروری کارپوریشنوں کو توڑ کر ان کے محکموں میں ضم کر دیا جائے گا۔

۱۶: واپڈا کو توڑ دیا جائے گا۔ بجلی کی پیداوار (جنریشن)، ترسیل اور ٹرانسمیشن وفاق کے ذمے ہوگی، جبکہ تقسیم (ڈسٹری بیوشن) صوبوں کے سپرد کی جائے گی۔

(جاری ہے)

غزل

اسرار الحق مجاز

برباد تمنا پہ عتاب اور زیادہ
ہاں میری محبت کا جواب اور زیادہ

روئیں نہ ابھی اہلِ نظر حال پہ میرے
ہونا ہے ابھی مجھ کو خراب اور زیادہ

آوارہ و مجنوں ہی پہ موقوف نہیں کچھ
ملنے ہیں ابھی مجھ کو خطاب اور زیادہ

اٹھیں گے ابھی اور بھی طوفاں مرے دل سے
دیکھوں گا ابھی عشق کے خواب اور زیادہ

ٹپکے گا لہو اور مرے دیدۂ تر سے
دھڑکے گا دل خانۂ خراب اور زیادہ

ہو گی مری باتوں سے انہیں اور بھی حیرت
آئے گا انہیں مجھ سے حجاب اور زیادہ

اسے مطرب بیباک کوئی اور بھی نغمہ
اے ساقی فیاض شراب اور زیادہ

گذشتہ سے پیوستہ

سیدنا مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ

ایک ہم درس کی نظر میں

الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب صدیقی مرحوم ایک مایہ ناز ماہر تعلیم تھے۔ آپ بانی مدیر اعلیٰ "الحسن" کے ہم جماعت، ہم درس اور رفیق تھے۔لڑکپن سے لے کر عمر کے آخری ایام تک محبت والفت کا یہ رشتہ قائم رہا۔آپ کی زندگی، افکار وخیالات اور قطب عالم حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیتے وقت کے حوالہ سے آپ کی زریں یادوں سے قارئین "الحسن" کو مستفید کرنے کی غرض سے جب ادارہ "الحسن" نے انہیں انٹرویو کرنے کے لیے رابطہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ "آپ ایک مفصل سوال نامہ مجھے دے دیں، میں پڑھ کر ان کے جوابات تحریر کر دوں گا۔" چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اب ان کا یہ تحریری انٹرویو قارئین کے پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا مولوی حافظ علی احمد جان صاحب سے مولوی جی نے جو اثرات لیے وہ لاریب منفرد نوعیت کے تھے۔عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حافظ صاحب کی رگ و ریشہ میں رچا بسا ہوا تھا۔ درس یا وعظ کے دوران جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک آتا تو حافظ صاحب نام پاک لے کر نہ پکارتے بلکہ حضور کے اسماء صفاتی بیس بیس تک لے کر حضور کا ذکر فرماتے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کا بیان ہوتا تو آپ وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔

یہ تھا مولوی جی کے استاد محترم کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت کا اٹوٹ رشتہ جس پر مولوی

جی نے اپنے علم وعرفان اور درس وتدریس کی بنیاد رکھی جو کچھ اپنے اساتذہ کرام سے سیکھا وہ بے کم و کاست عشق کے سانچے میں ڈھال کر محبت وعقیدت کی زبان میں اپنے شاگردوں اور عقیدتمندوں تک پہنچایا۔وہ عشق حقیقی کی زمزمہ افشانی سے نہ صرف خود مستفید ہوئے بلکہ اپنے احبّا اور اہلخانہ کو بھی متمتع کیا۔

س: مولوی جی کی رفاقت کے تین ادوار (لڑکپن، جوانی اور پیرانہ سالی) کے یادگار لمحات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: مولوی جی کے ساتھ میری رفاقت کم وبیش نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے۔ افراد کی زندگی میں یہ عرصہ کافی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔اس عرصہ میں انسان بہت سے نشیب وفراز میں سے ہوکر گزرتا ہے۔لڑکپن کی ناپختگی اٹھکیلیاں لیتی ہوئی جوانی کی رنگین حدود میں داخل ہوتی ہے۔ یہاں انسانی زندگی میں بڑے تغیر وتبدل رونما ہوتے ہیں۔انسان ٹرائل اور ایرر (کوشش اور غلطی) کے مراحل سے گزرتے ہوئے اپنے مستقبل کی سمت کا تعین کرتا ہے۔لڑکپن کے احساسات کی بنیاد پر نوجوانی کے مثبت اور تعمیراتی تجربات انسان کو حصول مقصد کے لیے مدد ومعاون ثابت ہوسکتے ہیں۔عمر جوں جوں پختہ ہوتی جاتی ہے انسان اپنے مقاصد کے حصول کے سلسلے میں سنجیدہ تر ہوتا ہے اور اس کی سعی و جہد کا معیار بہتر سے بہتر ہوتا جاتا ہے بشرطیکہ اس کی مساعی کی شاہراہ بھی بلند سے بلندتر ہوتی چلی جائے۔

مولوی جی کو لڑکپن، جوانی اور پیرانہ سالی میں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے آپ کو بلا مبالغہ اخلاق کی اعلیٰ صفات سے نوازا ہے۔آپ حد درجہ خلیق، ملنسار اور خوش اخلاق طبیعت کے مالک ہیں۔اس کے علاوہ حصولِ مقصد کے سلسلے میں آپ عزم وحوصلہ اور استقامت کے پیکر بھی ہیں۔بقول شاعر یہ ان کی زندگی کا بنیادی اور اہم اصول ہے

زندگی عزم و ارادے پر ہے ڈٹ جانے کا نام
زندگی حق و صداقت پر ہے کٹ جانے کا نام

آپ کی زندگی کے وہ لمحات قابل ستائش ہوتے جب آپ کسی مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ہمہ تن محو ہوکر جدوجہد کرتے اور جب تک کامیابی حاصل نہ ہوجاتی آپ اطمینان سے نہ بیٹھتے۔ان کی یہی خاصیت ہر شعبہ حیات میں کارفرما رہی۔

درسِ قرآن و حدیث ہو یا فن تحریر و تقریر کا میدان، صحافت کی سنگلاخ زمین ہوتی یا سیاست کی خارزار وادی، سیر و سیاحت کے دلکش مناظر ہوتے یا تنظیم و تشکیل مجالس رشد و ہدایت، مختصر یہ کہ زندگی کے جس شعبے میں بھی آپ گام فرسا ہوئے اپنی عظمتِ فکر و نظر اور عزم و استقلال کی بدولت ان لمحات کو زندہ جاوید بنا دیا۔ آپ کے مریدوں، عقید تمندوں، دوستوں اور احبّا کے لیے آپ کے نقشِ قدم میں کامیاب زندگی کا سراغ ملتا ہے---ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

س: آج کے انسان کی پریشان حالی کا حل کیا ہے؟

ج: آج کے انسان کی پریشانی کی وجہ زن، زر اور زمین کے حصول کا ناجائز طرزِ عمل ہے۔ انسان اس مقصد کے حصول کے لیے ہر وقت غلطاں و پیچاں رہتا ہے۔ وہ اس حقیقت کو فراموش کر بیٹھا ہے کہ اس کی تخلیق کا مقصد دنیا اور اس کی لوازمات کے حصول سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ علامہ اقبال مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمہیں سوائے اللہ جل جلالہ کے کسی دوسرے کے ساتھ قربت اور محبت کا رشتہ استوار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ حیّ و قیوم ہی خیر و شر کا مالک ہے وہی جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے۔

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الہ الا اللہ

یعنی دنیاوی رشتے مثلاً بیوی بچے اور دوسرے قرابت دار نیز مال و دولت کے ساتھ محبت یہ سب کچھ انسان نے اپنے لیے بمنزلہ بت کے تراش رکھے ہیں حالانکہ قربت، اطاعت اور محبت صرف خدائے واحد کو سزاوار ہے جو در حقیقت خیر و شر کا خالق و مالک ہے۔ اللہ پاک قران مجید میں ارشاد فرماتے ہیں اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (التغابن: ۱۵) یعنی تمہارا مال اور دولت اور اولاد اللہ کے نزدیک بمنزلہ آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ (یاد رکھو) ان آزمائشوں پر پورا اترنے والوں کے لیے جل جلالہ کہ ہاں بڑا اجر ہے۔

ایک دوسرے مقام پر خداوند بزرگ و برتر یوں ارشاد فرماتے ہیں

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (آل عمران: ۱۴)

یعنی فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں، بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان لگائے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کے چندروزہ فائدے ہیں (یاد رکھو) اللہ کے ہاں بہتر ٹھکانا ہے (یعنی اللہ کے ہاں دنیاوی آرام وآسائش اور رشتہ داری سے کہیں بڑھ چڑھ کر اجر ہیں)

زن، زر، زمین کے حصول میں ہمہ وقت لگے رہنے والے انسان کو کبھی اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ آیا اشرف المخلوقات کی پیدائش کا مقصد وحید محض دنیا اور اس کی لوازمات کا حصول ہے یا اپنی عظمت وشرف کے تقاضوں کے لحاظ سے دنیوی چندروزہ آرام وآسائش سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے تاکہ خداوند بزرگ و برتر بھی راضی ہو اور دنیا میں بھی اسے عزت وافتخار کا مقام حاصل ہو۔ خالق اکبر نے ایک دوسرے مقام پر انسان کی حسن تخلیق کا ذکر نہایت خوبصورت انداز میں کیا ہے فرماتے ہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التین: ۴) یعنی ہم نے انسان کو حسن و جمال کے سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے۔ اسی قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ (غافر: ۶۴)

یعنی اللہ پاک وہ قادر مطلق ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہائشگاہ اور آسمان کو چھت بنایا اور اسی نے تمہاری شکل وصورتیں بنائیں اور کیسی حسین صورتیں بنائیں اور کھانے کے لیے اچھی اور پاکیزہ چیزیں مہیا کیں۔

حضرت انسان کو سوچنا چاہیے کہ خالق اکبر نے اسے اپنی تخلیق کا شاہکار بنایا ہے۔ کیا اسے محض کھیل کود، بیوی بچوں اور حصول زر کے لیے پیدا کیا ہے؟ کسی صاحب فہم وشعور انسان کا جواب یقیناً اثبات

میں نہیں ہوگا۔اس بات کا جواب خالق کائنات نے ان الفاظ میں عطا فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: ۵۶) ارشاد ہوتا ہے ہم نے جنات اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں یعنی تخلیق کی بنیادی وجہ اللہ رب العزت کی عبادت ہے جو لوگ اپنے مقصد تخلیق کو بھلا کر اپنی توجہ کلیتہً دنیاداری کی طرف پھیر دیتے ہیں اور اپنے خالق و مالک کو بھلا دیتے ہیں وہ اپنے مقصد تخلیق سے صریحاً انحراف کر رہے ہیں جس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا۔

لہٰذا انسان کی افسردگی اور پریشانی کا واحد حل اطمینان قلب ہے، یہ قلبی سکون اور اطمینان اللہ کی یاد سے حاصل ہوتا ہے اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (الرعد: ۲۹)

یعنی جو لوگ ایمان لائے یقیناً ان کے دلوں کو خدا کے ذکر سے تسلی ہوتی ہے (اے مسلمانو یاد رکھو) کہ فقط اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو تسلی ہوتی ہے۔ جو لوگ کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کیے ان کے لیے آخرت میں خوشحالی ہوگی اور بہشت میں رہنے کے لیے حسین آرام گاہ ہوگی۔

اگر انسان چاہتا ہے کہ اس کی روز افزوں افسردگی اور پریشانی دور ہوجائے تو اسے ارشادِ خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے ایمان کو مضبوط و مستحکم کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ مسلمانوں کو یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیے کہ ہر لحظہ اللہ کو یاد کرنے سے دل میں اطمینان کا جذبہ پروان چڑھتا ہے جب یہ جذبہ پختہ ہوجاتا ہے تو حقیقی سکون اور اطمینان نصیب ہوجاتا ہے اور انسان خود بخود نیک اعمال کی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ خداوند بزرگ و برتر یقیناً ایسے نیک سرشت انسان کی مدد فرماتا ہے۔ اللہ پاک سورہ العنکبوت کی آیت نمبر ۶۹ میں ارشاد فرماتے ہیں

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ

یعنی جو لوگ ہماری رضا کے حصول کے لیے جدوجہد کرتے ہیں ہم ضرور اپنے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ایسے مطیع اور فرمانبردار انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ صرف اطمینان قلب کی

دولت نصیب ہوتی ہے بلکہ دنیا میں بھی کامیابی ان کے قدم چومتی ہے اور آخرت میں خوشحالی سے ہمکنار ہوتے ہیں اور بہشت میں ان خوش نصیبوں کے لیے پرکشش اور حسین رہائشگاہیں منتظر ہوں گی۔

یہ ہے دنیوی اور اُخروی پریشانیوں کا حل جس کی صراحت خالق کائنات نے اپنی کتاب مبین میں فرمائی ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کائنات میں کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو اس سے بہتر حل بتا سکے۔ اس سوال کا خود خالق کائنات نے استفہامیہ انداز میں دیا ہے، ارشاد ہوتا ہے

صِبۡغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً ۫ وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ (البقرہ: ۱۳۸)

ترجمہ: (اے مسلمانو! ان لوگوں سے کہہ دو کہ) ہم اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور کون ہے جس کے رنگ کا حسن دلکشی اور جمال اللہ کے رنگ سے زیادہ پرکشش اور دلفریب ہے۔

لاریب احسن الخالقین منبع حسن و جمال اور مخزن دلکشی و رعنائی ہے۔ بھلا کائنات میں کوئی دوسری ہستی ایسی ہے جو اجمل و اکمل، افضل و احسن ہونے کا دعویٰ کر سکے---ایں خیال است، محال است و جنوں---لہٰذا ہر قسم کی دینی و دنیاوی جسمانی اور روحانی پریشانیوں اور مصائب کا حل خالق کائنات کے احکامات کی تعمیل میں مضمر ہے۔

اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اللہ جل جلالہ کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہو کر ایک سچے مسلمان کی مانند اپنے دکھ درد کا مداوا تلاش کرتا ہے یا صراطِ مستقیم سے منہ موڑ کر مصائب و آلام اور پریشانیوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔دیکھیئے رب مہربان کتنے پیارے انداز میں اپنی مخلوق کی رہنمائی کرتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا (الدھر: ۳) یعنی ہم نے اس کی (انسان کی) رہنمائی حق کے راستے کی طرف کر دی ہے اب یہ اس کی مرضی ہے ہمارے بتائے ہوئے راستے پر چل کر شکر گزار بندہ (یعنی حقیقی مسلمان) بننے کا شرف حاصل کرتا ہے یا صراطِ مستقیم سے انحراف کر کے کفرانِ نعمت کا مرتکب ہوتا ہے۔

شاعر مشرق حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ مصائب و آلام سے بچاؤ کے لیے ایک صائب مشورہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں

اندکے گم شو قرآن و خبر
باز اے نادان بخویش اندر نگر

یعنی اے ناسمجھ مسلمان اگر تو اپنی پریشانیوں کا حل چاہتا ہے تو قرآن حکیم اور احادیث نبوی میں ان کا حل تلاش کر یقیناً ان دونوں میں انسانی دکھ درد کا ایسا مداوا ہے جو کسی اور ضابطۂ حیات میں ممکن نہیں۔

اس کی مزید وضاحت کے لیے خدائے بزرگ و برتر یوں ارشاد فرماتے ہیں

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (النمل: ۶۲)

ذرا سوچیے تو بھلا وہ کونسی ہستی ہے کہ جب کوئی پریشان حال بے چین و بے قرار ہو کر (مالک حقیقی کے حضور) فریاد کرتا ہے تو وہ اس مصیبت زدہ کی فریاد سن کر دادرسی کرتا ہے اور اس کی پریشانیوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور وہ کون ہے جو زمین پر تم میں سے (خوش نصیبوں کو) اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود بھی ہے جو تمہاری فریاد سن کر دکھ درد دور کرتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ تم میں سے بہت کم لوگ ایسے ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

آیتِ گذشتہ میں رب العزت نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب خود خالق اکبر کی زبان سے سنیے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرہ: ۱۸۶)

اللہ پاک اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرے بندے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ ان کو سمجھا دیں کہ میں ان کے قریب ہوں جب کبھی کوئی مجھ سے مدد کے لیے دعا مانگتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ پس ان پر بھی لازم ہے کہ میرا حکم صدق دل سے مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں (جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے) تا کہ وہ نیکی کے راستے پر گامزن ہو جائیں۔

جتنی آیات کریمہ کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے ان کی رو سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہر قسم کی

پریشانی کے (خواہ وہ جسمانی ہو یا روحانی دینی ہو یا دنیاوی) اللہ جل جلالہ سے مدد مانگنی چاہیے کہ وہی حقیقی معنوں میں حل المشکلات اور دافع البلیات ہے لیکن خداوند بزرگ و برتر نے مدد کو ان الفاظ کے ساتھ مشروط کر دیا ہے کہ میں تو مدد مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں مگر سائل پر بھی لازم ہے کہ وہ میرے احکامات پر صدق دل سے عمل کرے اور ایک سچے مسلمان کی طرح میری عظیمت اور وسعت نعمت پر اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے ساتھ ایمان لے آئے تا کہ بندگی کا حق ادا کر سکے اور اپنے آپ کو خالق و مالک کی امداد کا اہل ثابت کر سکے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
گر نہ بخشد خدائے بخشندہ!

ختم شد

قطعہ

سید عبدالحمید عدم

ارے میگسارو! سویرے سویرے
خرابات کے گرد پھیرے پہ پھیرے

بڑی روشنی بخشتے ہیں نظر کو
ترے گیسوؤں کے مقدس اندھیرے

پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

شریعت وطریقت کا سنگم

محمد نعمان چشتی

برصغیر پاک و ہند میں کئی جلیل القدر وعظیم المرتبت جلوہ افروز ہوئیں ،ان میں ہی ماضی قریب کی ایک نابغہ روزگار شخصیت مجاہد ختم نبوت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں ۔ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خطہ پنجاب کی اس شخصیت کا نام ہے جو بہ یک وقت آسمانِ شریعت کے درخشاں ستارے بھی ہے اور بحر طریقت کا غواص بھی۔ آپ نے جہاں طریقت وروحانیت میں چھٹی صدی ہجری کے عظیم صوفی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کی وہیں تحقیقاتِ شرعیہ ورد بدعات میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے عکسِ جمیل بن کر ابھرے ۔ایسے بہت ہی کم افراد دیکھے گئے ہیں جو شریعت وطریقت کے یکساں آفتاب وماہتاب ہوں۔

برصغیر پاک وہند کی حد تک اگر بہ غور جائزہ لیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عمومی تعارف ایک صوفی کا ہے اور عقائد کے باب میں تحفظ ختم نبوت میں صف اوّل کے مجاہد بلکہ مجاہدین ختم نبوت کے میر کارواں جانے جاتے ہیں ۔ اگر چہ یہ تعارف بھی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں مگر اس احصار کا انکار ضرور ہے کہ حضرت سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد میں فقط تحفظ ختم نبوت کا عظیم وجلیل کارنامہ انجام دیا بلکہ آپ نے عمر بھر بدعات ومنکرات ،عقائد باطلہ ورسوماتِ فاسدہ کو ختم کرنے میں علم جہاد بلند کیے رکھا۔

ہمارے اس دعویٰ پر پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف شاہد عادل ہیں ۔ ذیل میں سید موصوف کی تحریر

کردہ کتب ورسائل اور فتاویٰ کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے جس سے قدرے اندازہ ہو سکے گا کہ آپ کی زندگی کن کن موضوعات پر تحقیقاتِ علمیہ پیش کرتے اور کن بدعات کو ختم کرنے کی مساعی میں گزری۔

تحقیق الحق فی کلمۃ الحق: پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عین شباب کے عالم میں ۱۸۹۷ء کو (جس وقت آپ کی عمر ۳۶ سال تھی) معروف ہندوستانی شیخ شاہ عبدالرحمن لکھنوی کی کتاب "کلمۃ الحق" کے جواب میں لکھی جس میں شیخ موصوف نے تصوف کے ادق ترین اور اخص الخواص صوفیاء کے نظریہ "وحدت الوجود" کے معانی اپنی دانست کے مطابق بیان کیے اور ہر مسلمان کو ان کا مکلف قرار دیا۔ اس کتاب کے جواب میں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر صوفیاء کے اقوال اور قرآن وسنت کی روشنی اس اہم مسئلہ کی توضیح کی مگر اس توضیح کے ساتھ ہی ساتھ مصنف کلمۃ الحق پر نکیر یا سخت کلمات کا استعمال کرنے کے بجائے ان کو مسئلہ مذکورہ میں معذور قرار دیا۔

ہدیۃ الرسول: سید مہر علی شاہ کی دوسری مطبوعہ کتاب اس عہد کی دو خطرناک و ایمان کش تحریکوں (تحریک قادیانیت اور تحریک نیچریت) کے انکار وابطال پر تحریر کی گئی۔ اس کتاب میں سید موصوف نے تحریک قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اور تحریک نیچریت کے بانی سید احمد خان کے اصول و عقائد کی تردید کی۔

شمس الہدایہ: پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تیسری مطبوعہ کتاب "شمس الہدایہ در اثبات حیاتِ مسیح" ہے جس میں آپ نے امت محمدیہ کے اہم عقیدہ "حیاتِ مسیح" کی تشریح وتوضیح کی اس عقیدہ پر قرآن وسنت سے دلائل وبراہین پیش کیے اور تحریک قادیانیت کی طرف سے پیش کیے گئے شکوک وشبہات کے مفصل و مدلل جوابات مرحمت فرمائے۔

سیف چشتیائی: سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور اور بے مثال کتاب حجۃ اللہ البالغۃ علی الشمس البازغۃ و اصلاح الفصیح لاعجاز المسیح، جو عام طور پر سیفِ چشتیائی کے نام سے معروف ہے، دراصل قادیانی تحریک

کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ یہ کتاب اس وقت تحریر کی گئی جب قادیانیوں نے امت محمدیہ کے متفقہ عقائد یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ختمِ نبوت پر شبہات پیدا کرنے کے لیے دو کتابیں ''شمسِ بازغہ'' اور ''اعجازِ المسیح'' لکھیں۔ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیف چشتیائی'' کے ذریعے قادیانیوں کی مذکورہ بالا دو کتب میں بیان کردہ گمراہ کن نظریات کی تردید کی اور اسلامی عقائد کی حقانیت کو دلائل کے ساتھ واضح کیا۔

سید موصوف کی اس کتاب کو آفاقی شہرت حاصل ہوئی بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ''سیف چشتیائی'' لازم وملزوم ہو چکی ہیں کہ ایک کے ذکر سے از خود ذہن دوسرے کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ ''فیوضاتِ مہریہ'' چند صفحاتی مختصر رسالہ بھی آپ نے توضیح عقیدہ ختم نبوت پر تحریر کیا جس میں آپ کے معاصر جلیل القدر شیخ طریقت کے شبہات کے جواب پیش کیے گئے۔

الفیوضات الصمدیہ: عرب دنیا سے برعظیم پاک و ہند کے خطہ میں سرایت کرنے والی مذموم تحریک "تحریک ترکِ تقلید" جسے اس خطہ میں تحریک نجدیت کے نام سے جانا ہے اور اس تحریک کو خود پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "وہابیت" کے نام سے اپنے حلقہ کو متعارف کروا کر اس کے ایمان کش نظریات وعزائم سے متنبہ کیا۔ اسی تحریک کے ایک متحرک کارکن جو خطہ پنجاب میں خوب سرگرم عمل تھے اور عبدالاحد خانپوری کے نام سے معروف تھے، ان کے ساتھ مناظرانہ ابحاث پر تحریر کی۔

اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اھل بہ لغیر اللہ: پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساتویں مطبوعہ کتاب ''اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اھل بہ لغیر اللہ'' ہے جو پاک و ہند کے مکاتب فکر میں مختلف فیہ مسائل کے جوابات پر مشتمل ہے اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ مذہب مہذب اہلسنّت کے موقف کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر مکاتب فکر (دیوبندی مکتب واہلحدیث مکتب) کے اشکالات کو سوالات کی صورت میں ذکر کر کے ان کے شافی و مدلل جوابات ذکر کیے۔ نیز اسی کتاب میں آپ نے پاک و ہند میں تحریکِ ترکِ تقلید کے افکار ونظریات کو عام کرنے کے لیے شاہ اسماعیل دہلوی نے جو

کتاب تحریر کی اس کا شرعی حکم بھی تحریر کیا۔

فتاویٰ مہریہ: پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد میں بالخصوص پنجاب و سرحدی علاقوں میں مرجع عوام وخواص عالم دین تھے۔ اسی حیثیت کے پیشِ نظر مختلف علاقوں سے آپ کے پاس جا بجا فتاویٰ بھی آتے رہتے۔ بالعموم تو آپ فتاویٰ کے لیے درگاہ پر مقیم مفتی صاحب کی طرف رجوع کا حکم دیتے البتہ کبھی کبھار از خود بھی مسئلہ کا جواب ارشاد فرماتے تھے۔ یہ جوابات کبھی مکتوب (تحریری) صورت میں ہوتے اور کبھی زبانی۔ مختلف مواقع پر آپ کی طرف سے دیے گئے ان جوابات کا مجموعہ ''فتاویٰ مہریہ'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں متعدد ایسے فتاویٰ بھی شامل ہیں جو بدعات، منکرات، اور باطل عقائد و نظریات کی تردید سے متعلق ہیں۔

تحریری مکالمہ: پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ ضیاء الدین سیالوی دونوں بزرگوں کا تحریک خلافت کے معاملہ میں جو باہمی خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا، وہ سب تفصیلات تحریری مکالمہ کے نام سے طبع ہوا۔ تحریک خلافت بھی چونکہ ایک خالص فکری مسئلہ تھا اس لیے اس مسئلہ میں بھی آپ نے امت مسلمہ کی رہنمائی کی۔

تصفیہ ما بین سنی وشیعہ: سنی شیعہ تنازعہ کوئی نیا تنازعہ نہیں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں بھی یہ تنازع خوب زور سے جاری تھا جس کو رفع کرنے کے لیے ایک مفصل کتاب لکھنے کا آغاز کیا مگر علالت کے باعث یہ کتاب مفصل نہ لکھی جاسکی۔ نوے صفحات پر مشتمل یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک بہترین کاوش ہے جس میں جانبین کے اشکالات کے علمی وفکری انداز میں چشم کشا جوابات دیے گئے ہیں۔ مذکورہ تصانیف کے علاوہ آپ کی مفصل سوانح حیات بہ نام ''مہر منیر'' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حلقہ اثر میں تحریک ترکِ موالات، تحریک ہجرت، ہندو مسلم اتحاد وغیرہ مسائل پر بھی اپنے متعلقین کو آگاہی دی اور خالص شرعی نقطہ نظر سے ان کی رہنمائی کی۔

مندرجہ بالا امور سے واضح ہوتا ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متعلق و متوسلین کو بالخصوص اور امت مسلمہ کو بالعموم مسائل شرعیہ سے روشناس کروایا اور اپنے عہد میں باطل عقائد ونظریات کے فروغ کے لیے چلائی جانے والی تحاریک کے مذموم عقائد ونظریات اور افکار وعزائم کا پردہ چاک کرنے میں خوب سعی کرتے رہے۔

سید موصوف کا یہ پہلو آپ کو شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال سے مناسبت کے باعث ان کے احوال سے قریب تر کر دیتا ہے۔ شیخ احمد سرہندی بھی باوجود ایک بلند پایہ شیخ طریقت ہونے کے اپنے عہد کے سب سے بڑے فتنہ "دین اکبری" کے خلاف میدانِ کارزار میں نکلے اور تادم آخر اس کے سد باب کے لیے مساعی کرتے رہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے عہد میں سب سے خطرناک و ایمان کُش تحریک قادیانیت کے خلاف تا دمِ وفات میدانِ کارزار میں رہے۔ شیخ احمد کے مکاتیب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کے عقائد ونظریات کو درست رکھنے کی مساعی کرتے رہتے جبکہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ تصانیف و مکاتیب کے مطالعہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ نے بھی ان مساعی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے دوسرے پہلو کو دیکھا جائے تو آپ مرجع انام شیخ طریقت دکھائی دیتے ہیں، آپ کی روحانیت کے شہرے چاردانگ عالم میں سنائی دیتے ہیں۔ آپ کے ایک ہم عصر بزرگ مولانا امام الدین گجراتی آپ کے روحانی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یاد رہے اُس وقت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر محض بتیس سال تھی

> "آپ کی نگاہوں میں تصرفات اس قدر ہیں کی جس طرف نگاہ ڈالتے ہیں مست الست کر دیتے ہیں۔ آپ کے حلقہ میں شامل مریدین میں سے اکثر اہل دل دیکھے گئے ہیں۔"

شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وصحبت سے منع فرمایا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے تھے کہ چونکہ حضرت الشیخ کا کلام نہایت بلند و عمیق

ہوتا ہے اور ہر شخص میں اس کے سمجھنے کی قابلیت نہیں ہوتی اس لیے عوام الناس کو منع کرتا ہوں کہ بھٹک نہ جائیں۔ حضرت الشیخ کی وفات حسرت آیات پر شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت رنج والم ظاہر کیا۔

''فتوحاتِ مکیہ'' پر عبور کے حوالہ سے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح ''مہر منیر'' میں لکھا ہے

حضرت قبلہ عالم (پیر مہر علی شاہ) قدس سرہ کو آپ کے شیخ طریقت نے ''فتوحاتِ مکیہ'' مصنفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے مطالعہ کی تاکید فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ نے شیخ الٰہی بخش کتب فروش لاہور کے ذریعہ اس کی جستجو فرمائی تو معلوم ہوا کہ تمام شہر لاہور میں اس کا صرف ایک ہی نسخہ ہے جو خواجہ کریم بخش سوداگر چرم کے پاس موجود ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے آزمائش کی ہے کہ بڑے بڑے مولوی بھی اس کتاب کی عبارت تک صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ اس لیے اگر کوئی صاحب اس کتاب کا صرف ایک صفحہ درست پڑھ کر مطلب بیان کر دے تو وہ روزانہ چند گھنٹے میرے مکان پر آ کر اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور کئی صفحات مع مطلب کے پڑھ کر ان کو سنائے اور وہ اس قدر خوش ہوئے کہ کتاب آپ کے حوالے کر دی کہ بہ اطمینان پڑھ کر واپس کر دیجیے گا۔ آپ نے تسلی واطمینان سے اس کا مکمل طور پر مطالعہ فرمایا اور پھر کتاب فارغ ہونے پر لوٹا دی۔''[۱]

الغرض، اگر پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شیخِ طریقت اور سالکانِ راہِ سلوک کے مرشد کی حیثیت سے دیکھا جائے تو وہ شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مظہر نظر آتے ہیں۔ یہی وصف انہیں اپنے معاصر بزرگوں میں ممتاز کرتا ہے کہ اگر ان کے روحانی وصوفیانہ پہلو پر نظر ڈالی جائے تو وہ ایسے صوفی دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے سخت مجاہدات اور طویل ریاضتوں کی بھٹی میں خود کو جلا کر واصل باللہ کے بلند مقام تک رسائی حاصل کی۔

ایک طرف پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارادتمندوں اور عام مسلمانوں کی شرعی رہنمائی، دوسری طرف زمانے کی گمراہ تحریکوں کے مقابلے میں کردار کو دیکھا جائے تو وہ ایک ایسے مجاہد نظر آتے ہیں جو باطل قوتوں کے مقابل ڈٹ کر کھڑے رہے اور انکے گمراہ کن نظریات کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔

۱: مہر منیر، مفتی فیض احمد، صفحہ ۱۰۵

خوشبوئے دوست!

آقا سید شریف حسین شاکر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

کعبۃ العشاق باشد کوئے دوست
اے خوش آں وقتے کہ بینم رُوئے دوست

تو بہائے اُو چہ دانی زاہدا
ہر دو عالم قیمت یک موئے دوست

اے نسیم صبح قربانت شوم
از تو می آید مرا خوشبوئے دوست

روز و شب نالم ز دردِ ہجر او
خرم آں چشمے کہ بیند رُوئے دوست

در گلستانِ جہاں یک سرو ہم
نیست مانند قد دلجوئے دوست

روزِ دیدار تو باشد روزِ عید
اے ہلالِ ما خمِ ابروئے دوست

باز گو احوالِ شاکر اے صبا
چون کنی گاہے گزر تا کوئے دوست

بزم مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد انور شاہ قادری بخاری

جامعہ پشاور (یونیورسٹی آف پشاور) جب سے قائم ہوئی اسی وقت سے قبلہ مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس ادارہ سے منسلک دانشوروں کے گہرے مراسم چلے آ رہے تھے۔ کئی ایک پروفیسر صاحبان باقاعدگی سے آنجناب سے ملنے کے لیے آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور تشریف لایا کرتے تھے۔ بعض اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ جات کی تحقیق کے حوالے سے مولوی جی صاحب کے ذاتی کتب خانے سے استفادہ کے لیے آیا کرتے تھے۔ جبکہ بڑی گیارہویں شریف پر دوپہر کو یونیورسٹی آف پشاور، اسلامیہ کالج پشاور، خیبر میڈیکل کالج، اور انجینئرنگ کالج (موجودہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی) کے علاوہ دیگر ملحقہ تعلیمی اداروں کا عملہ بڑی تعداد میں آتا اور ما حضر تناول کرتا آستانہ عالیہ پر منعقد ہونے والی دیگر تقریبات میں اکثر مولوی جی صاحب ان حضرات کو مدعو فرماتے اور دعوت نامے لے جانے کا فریضہ عموماً احقر راقم الحروف ادا کرتا۔ بعد ازں برادرِ اصغر سید فرید اللہ شاہ صاحب قادری بخاری مولوی جی صاحب کے وصال تک یہ شرف حاصل کرتے رہے۔ قبلہ مولوی جی صاحب خود بھی گاہے بگاہے جامعہ پشاور، اسلامیہ کالج، انجینئرنگ کالج، اور خیبر میڈیکل کالج کے اپنے ان احباب سے ملاقات کے لیے ان کے ہاں قدم رنجہ فرماتے خصوصاً جب بی کوئی نئی کتاب شائع فرماتے تو اپنے ان دوستوں کے علاوہ جامعہ پشاور کی سینٹرل لائبریری اور اسلامیہ کالج کی لائبریری میں یہ گراں قدر تحائف پیش کرتے۔ آپ کی ادارت میں شائع ہونے والا پندرہ روزہ ''الحسن'' بھی باقاعدگی سے بھیجا جاتا۔

ایک مرتبہ شعبہ اسلامیات کے چیئرمین حضرت مولانا پروفیسر عبدالقدوس صاحب کی طرف سے

آپ کو دعوت نامہ ملا جس میں قبلہ مولوی جی صاحب ایم اے اسلامیات کے طلبہ کے زبانی امتحان (وائیوا) کے لیے بطور ممتحن بلایا گیا تھا حالانکہ عام طور پر اس امتحان کے لیے کسی دوسری یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے چیئرمین وغیرہ کو ممتحن کی حیثیت سے مدعو کیا جاتا تھا لیکن اس مرتبہ حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب نے اس روایت کے برعکس قبلہ مولوی جی صاحب کو دعوت دی جسے آنجناب رحمت اللہ علیہ نے قبول فرمایا اور تاریخ مقررہ پر وہاں تشریف لے گئے۔شعبہ اسلامیات کے تمام پروفیسر بڑی اپنائیت سے ملے۔قبلہ مولوی جی صاحب نے کچھ دیر تک چیئرمین صاحب کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کے بعد باقاعدہ آغاز فرمایا اور آپ نے اس راقم الحروف کو بھی اس کمرے کے ایک گوشے میں کرسی پر بیٹھنے کی تاکید فرمائی۔

پھر ایک ایک کر کے طالب علم بلائے جانے لگے۔چیئرمین صاحب ان سے چند سوالات پوچھتے۔ بعد ازاں مولوی جی صاحب ان کے ساتھ ہم کلام ہوتے اور پہلا سوال ان سے یہ کرتے کہ کیا آپ نے قران کریم پڑھا ہے؟ قران کریم کا ایک مصحف میز پر رکھا ہوا تھا،اسے کھول کر فرماتے کہ یہاں سے تلاوت شروع کرو۔ چند آیات کی تلاوت کے بعد پھر اس طالب علم سے فرماتے اب انہی آیات کا ترجمہ سناؤ۔ترجمہ تو بہت ہی کم طلبہ و طالبات نے سنایا۔ان میں سے اکثر کو تو ناظرہ قران بھی نہیں آتا تھا۔یوں جب یہ سلسلہ اختتام کو پہنچا تو مولوی جی صاحب نے چیئرمین صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، ''مولانا صاحب بڑے افسوس کی بات ہے کے ایم اے اسلامیات کی سند لینے والے طالب علم کو ناظرہ قران بھی نہیں آتا۔'' تو مولانا صاحب یوں گویا ہوئے کہ حضرت یہ دراصل ہمارے ریگولر طالب علم نہیں بلکہ پرائیویٹ امیدوار تھے جو ایم اے اسلامیات کا امتحان دے رہے تھے مگر ہم نے اس سے قبل کبھی ناظرہ قرآن ان سے نہیں سنا۔لیکن آئندہ کے لیے ناظرہ قرآن لازمی قرار دیا جائے گا۔اسی طرح ایک بار پھر قبلہ مولوی جی صاحب صبح ہی صبح جامعہ پشاور کے اسی مقام پر تشریف لے گئے۔گاڑی اسی بلڈنگ کے پاس کھڑی کی گئی۔ان دنوں اس بلڈنگ میں چار شعبہ جات قائم تھے: اسلامیات،عربی،اردو اور فارسی۔جب مولوی جی صاحب گاڑی سے اتر رہے تھے تو ایک سفید پوش بزرگ کو ویل چیئر پر لے جایا جا

رہا تھا۔ ان کی نظر مولوی جی صاحب پر پڑ گئی تو انہوں نے ویل چیئر کو ان کی جانب موڑا۔ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہیں دیکھ لیا اور بڑے ہی دونوں والہانہ انداز میں ایک دوسرے سے ملے اور ہندکو میں گفتگو کرنے لگے۔ اس فقیر نے ساتھ کھڑے ایک طالب علم سے اس شخصیت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ پروفیسر مولانا اشرف صاحب شعبہ عربی کے چیئر مین ہیں۔ مولانا اشرف صاحب نے مولوی جی صاحب کو اپنے ساتھ عربی ڈیپارٹمنٹ چلنے کو کہا تو مولوی جی صاحب نے فرمایا آج تو میں ایک بہت ضروری کام سے اردو ڈیپارٹمنٹ کے چیئر مین ڈاکٹر سید مرتضیٰ اختر جعفری صاحب سے ملنے کے لیے آیا ہوں آئندہ کسی وقت آپ کے پاس آؤں گا۔ تو وہ کہنے لگے نہیں آپ نے آج ہی آنا ہے۔ آپ پہلے اپنا کام کر لیں اور پھر فارغ ہو کر آجائیں، میں آپ کا منتظر رہوں گا۔ چنانچہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اردو ڈیپارٹمنٹ کے چیئر مین ڈاکٹر پروفیسر سید مرتضیٰ اختر جعفری صاحب کے پاس تشریف لے گئے جو پشاور کے معروف شاعر ادیب اور صوفی بزرگ حضرت سید ضیاء جعفری قادری چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ ان کے ساتھ ایک طویل نشست ہوئی جس میں زیادہ تر موضوع سخن ضیا جعفری صاحب ہی رہے۔ قہوہ نوش کیا جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک صاحب اجازت لے کر اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے مولوی صاحب سے کہنے لگے مولانا اشرف صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ مولوی جی صاحب نے مرتضیٰ اختر جعفری صاحب سے اجازت لی اور اس آدمی کے ساتھ شعبہ عربی پہنچے جو شعبہ اردو کے بالکل متصل ہی تھا۔ مولانا اشرف صاحب اور مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ دونوں پشاوری ہندکو میں باتیں کرتے رہے۔ مولانا صاحب تحریک پاکستان کے بعض کارکنان کے بارے میں مولوی جی صاحب سے پوچھتے رہے اور مولوی جی صاحب انہیں ان کے بارے میں بتاتے رہے۔

پھر مولانا اشرف صاحب کہنے لگے حضرت مجھے آپ کی کتاب ''انوار غوثیہ شرح شمائل نبویہ'' بے حد پسند آئی ہے اور میں نے اسے ایم اے عربی کے نصاب کی معاون کتاب میں شامل کر لیا ہے۔ آج جب میں نے طلبہ سے کہا کہ اس کتاب کے شارح تشریف لائے ہیں اور اردو ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہیں تو وہ بڑے خوش ہوئے اور آپ سے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا، اگر آپ کی اجازت ہو تو انہیں بلا لیں۔ مولوی جی

صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے بلالیں۔

پھر مولوی جی صاحب ان سب کے ساتھ بڑی شفقت سے ملے اور کچھ دیر تک ان کے ساتھ ''انوارغوثیہ شرح شمائل نبویہ'' کے حوالے سے بات چیت کرتے رہے۔ پھر چائے پی کر جب ہم واپس روانہ ہوئے تو قبلہ مولوی جی نے فرمایا مولانا اشرف صاحب ہمارے تحریک پاکستان کے ساتھی ہیں، ان کے گھر والوں خصوصاً بہنوں نے بھی تحریک پاکستان میں بڑا افعال کردار ادا کیا تھا۔ یہ علاقہ یکہ توت محلہ مقرب خان میں رہتے تھے اور یہ محلہ انہی کے اباؤ اجداد میں سے کسی بزرگ کے نام منسوب ہے۔

مولانا اشرف صاحب سے پہلے حضرت علامہ مولانا محمد ادریس صاحب شعبہ عربی کے چیئرمین تھے ان کے ساتھ بھی مولوی جی صاحب کے گہرے برادرانہ مراسم تھے۔ انہوں نے مولوی جی صاحب کی کتاب ''تذکرہ علماء مشائخ سرحد'' کی پہلی جلد پر مقدمہ بھی قلم بند کیا تھا اور اس کتاب کو بہترین کتاب قرار دیا گیا تھا اور اباسین ارٹس کونسل صوبہ سرحد کی طرف سے پہلا انعام بھی دیا گیا تھا۔ جبکہ ''تذکرہ علماء مشائخ سرحد'' کی دوسری جلد پر مولانا عبدالقدوس صاحب چیئرمین شعبہ اسلامیات نے مقدمہ لکھا ہے۔

قطعہ

سید کامران علی شاہ بخاری قادری

میرے تو ہیں بس آپ ہی دلدار یا امیر
دل میں بسا ہے آپ کا دربار یا امیر

شیریں ز شہد یک ولے گل ہائے جناں دوم
واللہ آپ کے لب و گفتار یا امیر

غزل

سید یاسر بخاری

ہم گردشِ حالات کے مارے ہوئے مجبور
زخموں پہ ترے نام کا رکھ لیتے ہیں کافور

دن کٹتے ہیں بے کیف مگر تیرا تصور
بھرتا ہے ہر اک رات کی خود مانگ میں سندور

اک حسرتِ دیرینہ ہے دل میں کہیں محبوس
اک خواب جو آنکھوں کے کواڑوں میں ہے محصور

کچھ رنگ ہیں اُس دستِ حنائی میں مقید
ہے جن کے بنا زیست کا ہر زاویہ بے نور

خدشات گمانوں کے اُڑا لے گئے دل سے
ایقان محبت کا کہیں دور، بہت دور

افسانۂ الفت میں رہی اُس کی یہ مرضی
یاسر کا رہے نام سدا مبہم و مستور

نورِ عینین نبی

شاہ ابواحمد محمد علی حسنین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ جیلاں بمنِ زار و پریشاں مددے
نورِ عینین نبی سید و سلطاں مددے

حاضرم بر درِ پاکِ تو بصد رنج و الم
دستگیرا بمنِ بے سرو و ساماں مددے

بامیدیکہ بہ بغداد زِ ہند آمدہ ام
مشکلم سہل کن و بر من حیراں مددے

بر دلِ مردہ من یک نظر لطف بکن
اے مسیحائے زماں عیسیٰ دوراں مددے

ما غریبیم و غریب الوطنم اے آقا
چشم رحمت بکشا سوئے غریباں مددے

شب تاریک و رہ تنگ و من بیچارہ
اندریں حال زبوں اے مہِ تاباں مددے

طالب معرفتم قلب مرا روشن کن
اے شہ کشورِ دیں صاحب عرفاں مددے

اشرفی آمدہ در حالت پیری بدرت
دستگیری بکن اے حامئ پیراں مددے

برائے رابطہ

شاہ محمد غوث اکیڈمی

کوچہ آقا پیر جان، یکہ توت، پشاور شہر

0332-5553125
www.alameer.org
info@alameer.org
facebook.com/Alameer.org